بچوں اور بچیوں کا رسالہ

ماہنامہ

تشحیذ الاذہان ربوہ

تبلیغ ۱۳۵۴ ہش

فروری ۱۹۷۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز خطاب فرما رہے ہیں

ایڈیٹر : لئیق احمد طاہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

مکرم و محترم قائد صاحب/ناظم صاحب اطفال/منتظم صاحب اطفال

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

امید ھے آپ خدا تعالی کے فضل سے خیریت سے ھونگے - بذریعہ چٹھی ھذا آپ کی توجہ حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز کی نہایت ھی مبارک تحریک وقف جدید دفتر اطفال کی طرف مبذول کرا رھا ھوں - جس میں حضور نے بچوں سے فرمایا :- ''اٹھو اور ماں باپ کے پیچھے پڑ جاؤ - اور ان کو کہو کہ ھمیں مفت میں ثواب مل رھا ھے - آپ ھمیں اس سے کیوں محروم کر رھے ھیں - آپ ایک اٹھنی ماھوار دیں - ھم اس فوج میں شامل ھو جائیں - اور خدا تعالی کی فوج کے ننھے منے سپاھی بن جائیں ''
(الفضل ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

آنمکرم سے گذارش ھے کہ اپنی مجلس کے تمام اطفال سے وعدہ جات لیکر جلد از جلد مرکز میں بھجوائیں اور وصولی کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں - ھر طفل سے چھ روپے سالانہ چندہ کا وعدہ لیا جائے - مہربانی فرما کر ایک ھفتہ کے اندر اندر تمام اطفال سے وعدہ جات حاصل کر کے فہرست مرکز میں بھجوائیں - اللہ تعالی آپ کو اس کی توفیق بخشے - امین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والسلام

خاکسار

لئیق احمد طاہر مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ - ربوہ

منتظمین اطفال و سیکرٹریان تجنید متوجہ ھوں

منتظمن اطفال و سیکرٹریان تجنید اطفال الاحمدیہ سے فہرست تجنید کے سلسلہ میں گذارش ھے کہ آپ اپنی مجلس کے جملہ اطفال کی مکمل فہرست تیار کر کے مکرم قائد صاحب مجلس کے سپرد کر دین اور کوشش کریں کہ کوئی طفل ایسا نہ رہ جائے جو حلقہ تجنید سے باھر ھو - امید ھے کہ تجنید کے فارم آپ کو مل گئے ھوں گے اگر نہ ملے ھوں تو مندرجہ ذیل خاکہ کے تحت فہرست مکمل کر لیں -

نمبر شمار — نام طفل — ولدیت — تاریخ پیدائش — تعلیم — مجلس — ضلع

ملک اللہ بخش

سیکرٹری تجنید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

ماہنامہ

تشحیذ الاذہان

ربوہ

تبلیغ ۱۳۵۴ھ ش

فروری ۱۹۷۵ء

جلد ۱۸

شمارہ ۲

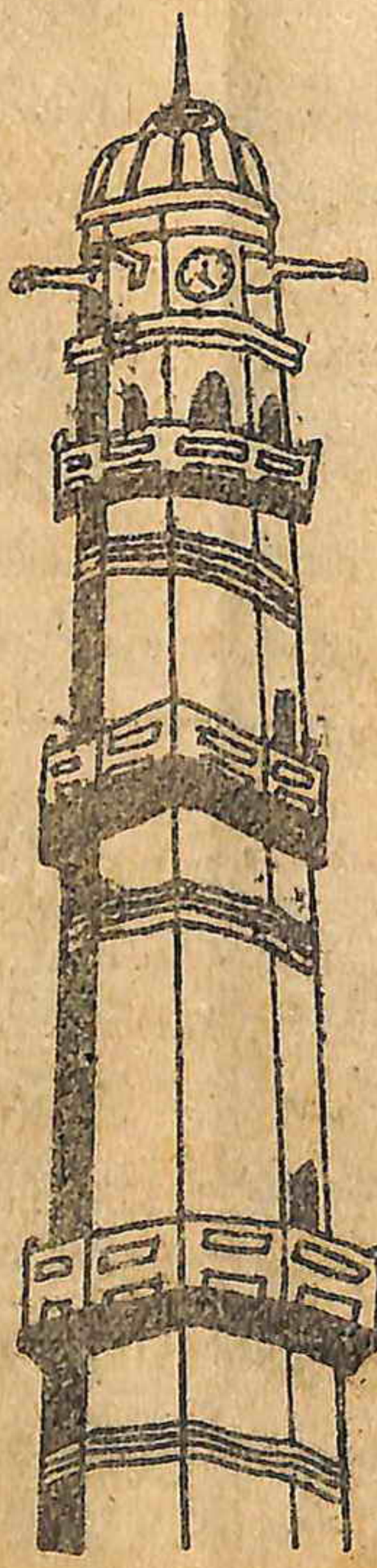

ایڈیٹر
لئیق احمد طاہر

نائبین
ظفر احمد سرور۔ ہادی علی

کتابت: حمید الدین

سالانہ چندہ: آٹھ روپے
فی پرچہ: اسی پیسے

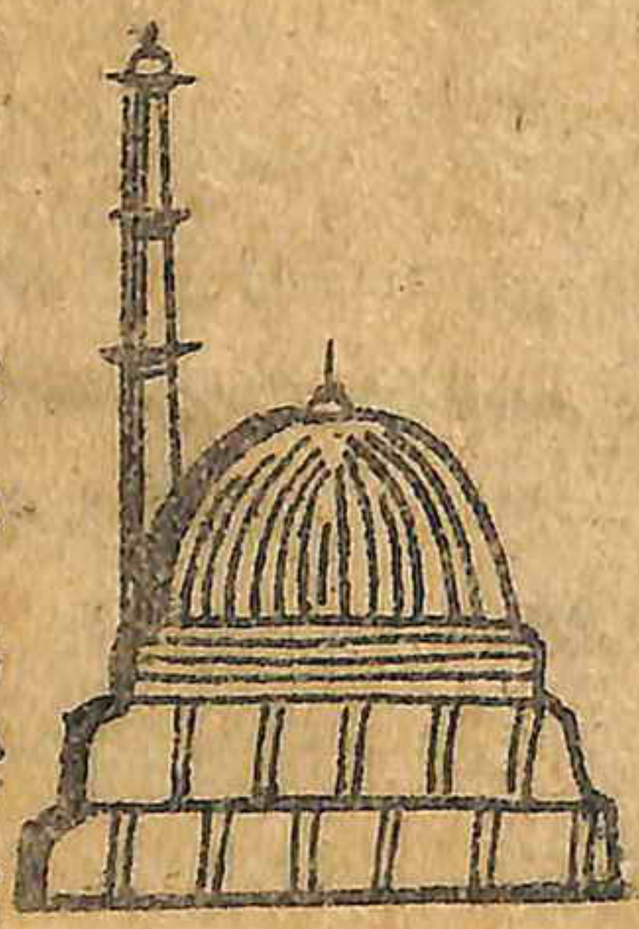

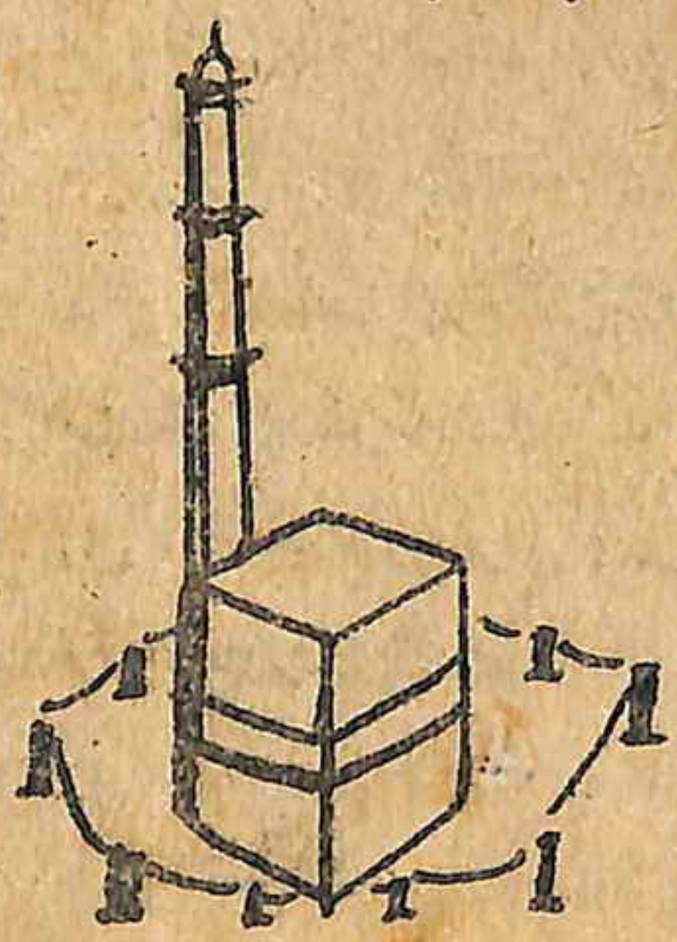

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قال اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کا وعدہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ یعنی اگر تم شکر گزار بنو گے تو میں ضرور تمہیں بہت بڑھ چڑھ کر دوں گا۔

عزیز بہنو اور بھائیو! اللہ تعالیٰ کا یہ پیارا کلام ہمیں یہ سبق سکھاتا ہے کہ ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں سے ہم دن رات فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اس نے ہماری پیدائش سے بھی پہلے ہمارے لئے ہزاروں چیزیں پیدا فرمائیں۔ ہوا نہ ہوتی تو ہم ایک پل زندہ نہ رہ سکتے۔ پانی نہ ہوتا تو بھی ہماری زندگی ناممکن ہوتی۔ سورج چاند ستاروں کے بغیر یہ دُنیا کتنی بے مزہ ہوتی۔ زمین کا آرام نہ ہوتا تو ہم کہاں سوتے کہاں رہتے۔

حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں کہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر سانس پہ دو بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کیونکہ اگر وہ سانس اندر نہ کھینچ سکے تو اس کی زندگی ختم ہو جائیگی اور اگر سانس باہر نہ نکال سکے تو بھی موت لازم ہے لہٰذا ہر سانس پہ کم از کم دو بار اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہو جاتا ہے۔

عزیز بچو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کا شکر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے انعامات کی بارش کرتا ہے پھر بھلا ہم کیوں نہ اس کا شکر ادا کر کے اپنی جھولیاں اُسکی رحمت سے بھر لیں۔

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

شکر کی عادت

مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ

ترجمہ:۔ جو شخص بندوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔

اِس حدیثِ پاک میں نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ کبھی احسان فراموش نہ بنیں۔ جس کسی نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہو۔ ہمارے ساتھ ہمدردی اور محبت سے پیش آیا ہو اُس کا ضرور شکر ادا کریں۔ اور اگر ہماری یہ عادت بن جائے کہ ہم ہمیشہ اپنے مُحسنوں کا احسان یاد رکھنے والے اور اُن کی قدر کرنے والے ہوں تو اس کے نتیجہ میں ہم مُحسنِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے اَن گنت احسانوں پر بھی اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کر سکتے ہیں۔

عزیز بچو! احسان فراموش لوگوں سے کوئی پیار نہیں کرتا۔ اِسی لئے ہمارے رسُول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ ہمیشہ اس کے بندوں کے حُسنِ سلوک پر ان کا شکریہ ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شکر گزار بندے بنائے۔

آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیارے بھائی جان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سالنامہ ملا۔ ٹائیٹل دیکھ کر ہی دِل خوش ہو گیا۔ جب سے آپ آئے ہیں ہمیں اپنا رسالہ نت نئے ٹائیٹلوں سے مزیّن ملنے لگا ہے۔ رسالہ کھولا سب سے پہلے جیبی کیلنڈر کی ایک نقل بنا کر جیب میں رکھی اور پھر آگے پڑھنا شروع کیا۔ "قال اللہ تعالیٰ" "قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم" اور "ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام" پڑھنے کے بعد پیاری پیاری نظمیں پڑھنے کو ملیں۔ "میرے بچپن کا دلچسپ واقعہ" اور "مَیں نے احمدیت کیوں قبول کی" کافی معلوماتی مضمون تھے۔ "انصاف پسند خلیفہ" اور "مسلم بچّوں کے سُنہری کارنامے" پڑھ کر دل سے یہ دعا نکلی کہ خدایا ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ لطیفے بہت پسند آئے۔ ویسے تو اَور بھی بہت سے دلچسپ مضمون تھے لیکن سچ پوچھیں تو مجھے رسالہ کے آخری صفحہ پر "مجھے مت پڑھیں" بہت ہی پسند آیا۔ واقعی تشحیذ ایک دلچسپ اور پیارا رسالہ ہے۔ سالنامہ ہر لحاظ سے بہتر تھا۔ کافی کوششوں سے مرتّب کیا گیا تھا۔ ایسا سالنامہ شائع کرنے پر میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے پیارے رسالہ کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

(منور احمد طاہر۔ حیدر آباد۔ سندھ)

محترم بھائی جان!

رسالہ تشحیذ الاذہان کا سالنامہ بہت پسند آیا۔ یہ رسالہ بچّوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک عظیم نعمت ہے۔ میری دعا ہے کہ اِس رسالہ کا مستقبل اور تابناک ہو۔ آمین

مَیں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ کم از کم سَو خریدار تشحیذ کے بناؤں گا۔ اب تک تیرہ نئے خریدار بنا چکا ہوں جن کا چندہ آپ کو بھجوا چکا ہوں۔ مرزا مظفر احمد منصور

نائب قائد و ناظم اطفال ضلع لائلپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تشحیذی انعامی مقابلہ ۱

ذیل میں انعامی مقابلہ کے دس سوال تحریر کئے جا رہے ہیں۔ ہر سوال کے پانچ نمبر ہیں جس بچے کے نمبر سب سے زیادہ ہوں گے اسے پانچ روپے انعام دیا جائے گا۔ ایک سے زائد بچوں کے نمبر برابر ہونے کی صورت میں فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعہ کیا جائے گا۔ انعام پانے والے اور زیادہ نمبر حاصل کرنے والے بچوں کے نام آئندہ ماہ کے تشحیذ میں شائع کئے جائیں گے۔ صرف ۲۵ تاریخ تک ملنے والے خطوط اِس مقابلہ میں شریک کئے جائیں گے۔ پورے سوال لکھنے کی ضرورت نہیں صرف سوال کا نمبر دے کر جواب لکھ دیجئے۔ اپنا نام اور پتہ خوشخط تحریر فرمائیں۔ اپنے خطوط مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کریں:۔

منور احمد طاہر۔ کوٹ احمدیہ براستہ ٹنڈو غلام علی ضلع حیدر آباد۔ سندھ

سوالات تشحیذی اِنعامی مقابلہ ۱:۔

۱۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی جائے پیدائش کہاں ہے؟
۲۔ دُنیا میں سب سے زیادہ چاندی کہاں سے نکلتی ہے؟
۳۔ پاکستان اقوامِ متحدہ کا ممبر کب بنا؟
۴۔ دُنیا کا سب سے پُرانا شہر کونسا ہے؟
۵۔ بتائیے کِن پانچ ممالک میں انگریزی زبان سب سے زیادہ بولی جاتی ہے؟
۶۔ تاریخِ اسلام کے پہلے بادشاہ کا کیا نام تھا؟
۷۔ کرکٹ کا کھیل سب سے پہلے کِس ملک میں شروع ہُوا؟
۸۔ جاپان کے دارالحکومت اور سکّے کا کیا نام ہے؟
۹۔ دُنیا کے اس واحد خطّہ کا نام بتائیے جہاں سانپ نہیں ہوتے؟
۱۰۔ دُنیا کا سب سے بڑا قالین کہاں پر ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایجادات

کاغذ کیسے ایجاد ہوا؟

طارق احمد بٹ۔ کراچی

جیسے ہی ابّا جان کمرے میں داخل ہوئے جاوید نے اپنا مطالبہ پیش کر دیا کہ ہمارا جیب خرچ بڑھایا جائے کیونکہ تمام رسالوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ شاید اسکی وجہ کاغذ کی قیمتوں میں اضافہ اور نایابی ہے ۔ جاوید چاہتا تو وہ رسالے لانا بند کر دیتا لیکن اس نے ایسا مناسب نہ سمجھا۔ اچھے اچھے رسالے پڑھنے سے معلومات میں جو اضافہ ہوتا ہے اور گھر میں چھوٹی سی لائبریری بھی قائم ہو جاتی ہے۔ اِسی لئے اُس نے ابّا جان سے کہنا ضروری جانا۔ ابّا جان تو پہلے ہی چاہتے تھے کہ بچّوں میں مطالعہ کا ذوق بڑھے اِسی لئے انہوں نے جاوید کا مطالبہ تسلیم کر لیا۔

جاوید نے مطالبہ تو تسلیم کرا لیا لیکن وہ اکثر سوچتا کہ یہ کاغذ کہاں سے آتا ہے ۔ کِس طرح بنتا ہے ۔ کاغذ کی ایجاد سے پہلے لوگ کِس پر لکھتے ہوں گے، اور اِسی طرح کے ہزاروں سوال جاوید کے لئے حل طلب تھے۔ چنانچہ ایک دن جاوید نے ابّا جان سے وعدہ لیا کہ وہ شام کو کاغذ کی ایجاد اور اس کے بعد کے مراحل کے بارے میں بتائیں گے۔

شام کو ابّا جان اپنے کمرے میں مطالعہ میں مصروف تھے۔ جاوید نے انہیں وعدہ یاد دلایا۔ ابّا جان تو شاید تیار ہی بیٹھے تھے۔

ابّا جان :۔ ہاں بھئی۔ مجھے وعدہ یاد ہے۔ مَیں ابھی تمہیں کاغذ کے بارے میں سب کچھ بتاؤں گا جو کچھ سمجھ میں نہ آئے فوراً پُوچھ لینا۔

جاوید :۔ بہت اچھا ابّا جان!

ابّا جان :۔ اِس زمانے میں کاغذ کی جتنی قدر ہے وہ دُنیا کی کسی دوسری چیز کی نہیں۔ آج اِسی کاغذ کی وجہ سے گاؤں گاؤں میں علم کے دریا بہہ رہے ہیں۔ رسالے، اخبارات اور کتابیں کاغذ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی پر چھپتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں بھی کاغذ استعمال ہوتا ہے — پارسل اور بنڈل اسی سے باندھے جاتے ہیں۔ دوائیوں کی بوتلوں اور ڈبوں پر لیبل اسی کے لگائے جاتے ہیں۔ موٹا کاغذ جسے گتہ کہتے ہیں اس سے ڈبے ڈبیاں بنتے ہیں۔ اور اتنا باریک کاغذ بھی ہوتا ہے کہ اس کی پتنگیں ہوا میں اڑتی نظر آتی ہیں — بازار میں سودا خریدنے جاؤ تو ہر چیز کاغذ میں لپیٹنی پڑتی ہے۔

جاوید:- اور ابا جان ہمارا ملکی سکہ بھی کاغذ کے نوٹوں کی شکل میں چل رہا ہے؟

ابا جان:- ہاں بیٹے — یہ کہنا درست ہوگا کہ اس زمانے میں کاغذ کے بغیر ہماری زندگی بیکار ہے۔ کاغذ کی بدولت ہی ہم آج سے کئی ہزار سال بیتے ہوئے زمانہ کے لوگوں کے رہنے سہنے کے طور طریقوں سے واقف ہیں۔ اس طرح کاغذ کی وجہ سے ہماری آنے والی نسلیں اس زمانہ کے حالات کا مطالعہ کر سکیں گی۔

جاوید:- لیکن ابا جان۔ جب کاغذ ایجاد نہیں ہوا تھا تو لوگ اپنے کارنامے کس طرح محفوظ کرتے تھے؟

ابا جان:- آج سے ان گنت سال پہلے جب لوگ کاغذ بنانا نہیں جانتے تھے اُس وقت بھی وہ چاہتے تھے کہ اُن کے کارنامے محفوظ رہیں۔ پہلے پہلے تو یہ کارنامے سینہ بسینہ چلے آتے تھے لیکن چونکہ انسان کی یادداشت اتنی اچھی نہیں کہ وہ ہر واقعہ بالکل صحیح طور پر یاد رکھ سکے اس لئے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا طریقہ ہو جس سے یہ حالات ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں۔

جاوید:- اس کے لئے انہوں نے کیا کیا؟

ابا جان:- یہ غرض پوری کرنے کے لئے لکھنے کا طریقہ رائج ہوا۔ لیکن ان کے لکھنے کا طریقہ یہ تھا کہ کوئی ایسا نشان لگا دیتے تھے جس کا اس واقعہ سے کوئی تعلق ہوتا تھا۔ عرصہ بعد جب انسان نے قبیلوں کی شکل میں مل جل کر رہنا شروع کیا اور بڑھتے بڑھتے ان قبیلوں نے شہر اور قصبے آباد کرنے شروع کئے تو امن و امان قائم رکھنے کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حکومت کی ضرورت پیش آئی۔ اب بادشاہ کے احکام ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے لئے بھی لکھنے کی ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ مذہبی حکم ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھنے کے لئے بھی لکھے جانے لگے۔

جاوید:۔ لیکن کاغذ تو تھا نہیں وہ لکھتے کس پر تھے؟

ابّاجان:۔ ہاں — اس زمانے کے لوگ کاغذ بنانا نہیں جانتے تھے اِس لئے انہیں لکھنے میں ہماری طرح کی آسانیاں حاصل نہ تھیں۔ یہ لوگ ٹھیکریوں، پتھروں، ہڈیوں، درخت کی چھال، پتّوں اور جانوروں کی کھال پر لکھا کرتے تھے۔ چمڑے پر لکھنے سے پہلے اسے رنگ لیا جاتا تھا۔

جاوید:۔ اس کے بعد کاغذ کس نے ایجاد کیا؟

ابّاجان:۔ آج سے کوئی دو ہزار سال پہلے مصر والوں نے کاغذ کا طریقہ ایجاد کیا۔ انگریزی زبان میں کاغذ کو پیپر (PAPER) کہتے ہیں۔ اس سے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ پرانے زمانے کے مصری ایک ایسے درخت کی چھال پر لکھا کرتے تھے جسے وہ پائپرس (PYPRUS) کہتے تھے غالباً اسی سے بگڑ کر انگریزی میں اس کا نام پیپر ہو گیا۔

جاوید:۔ لیکن چینیوں نے بھی تو کاغذ کی ایجاد میں کافی کوششیں کی ہیں؟

ابّاجان:۔ ہاں — اس کے بعد چینیوں اور پھر عربوں نے کاغذ بنانا شروع کیا اور اس میں بہت کچھ اصلاح کی۔

جاوید:۔ یہ لوگ کاغذ کس طرح تیار کرتے تھے؟

ابّاجان:۔ یہ لوگ کتان اور سُوتی کپڑوں کے چیتھڑوں سے کاغذ بناتے تھے۔

جاوید:۔ کیا اُس زمانہ میں چھاپہ خانے تھے؟

ابّاجان:۔ نہیں — اس زمانے میں اگرچہ کاغذ پر لکھنے کا رواج ہو گیا تھا لیکن چھاپے کی مشین نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھوں سے کتابیں لکھی جاتی تھیں۔

جاوید:۔ لیکن یہ تو بہت مُشکل کام ہے۔ کتابیں تو بڑی مہنگی ہوتی ہونگی؟

ابّاجان:۔ ہاں۔ کتابیں بڑی مہنگی بِکا کرتی تھیں اور بڑے بڑے امیروں اور بادشاہوں کے سوا انہیں کوئی نہ خرید سکتا تھا۔ پھر وہ کاغذ بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتنا سفید اور چمک دار نہ ہوتا تھا
جیسا کہ اِس زمانے میں ہوتا ہے،
تاہم عربوں نے کاغذ کو ایک خاص
لمبائی و چوڑائی میں بنانے کا طریقہ
ایجاد کیا۔ عربوں سے یہ فن شمالی
افریقہ کے مسلمان اپنے ساتھ ہسپانیہ
میں لے گئے جہاں انہوں نے اسے
بہت ترقی دی۔ بے شمار کتابیں لکھی
گئیں۔ کاغذ بن جانے کی وجہ سے
ملک میں بہت سے مدرسے بھی جاری
کر دئے گئے۔

جاوید:۔ عمدہ اور سفید کاغذ کیسے ایجاد ہوا؟

ابّا جان:۔ سپین میں اسلامی حکومت ختم
ہونے کے ساتھ ہی کاغذ بنانے کی
صنعت کو بھی بہت نقصان پہنچا۔
لیکن وہ عیسائی نوجوان جو ہسپانیہ
میں اِس فن سے واقف ہو چکے تھے
انہوں نے اپنے اپنے ملکوں میں
اسے رواج دینا شروع کیا چنانچہ
یہ فن ہسپانیہ سے نکل کر فرانس،
ہالینڈ اور آخرکار جرمنی تک پھیل
گیا۔ اِس کے بعد انگلستان والوں
نے کاغذ بنانا شروع کیا۔ چونکہ اس
زمانے میں کاغذ ہاتھ سے بنایا جاتا
تھا اِس لئے یہ کاغذ موٹا، کھردرا،
کمزور اور میلے رنگ کا ہوتا تھا۔

جاوید:۔ پھر کس مُلک نے اچھا کاغذ بنانے
کی کوشش کی؟

ابّا جان:۔ چھاپے کی مشین بن جانے کے بعد
کاغذ بنانے کے کام میں بہت ترقی
ہوئی۔ پہلے زمانے میں اس کی
لمبائی چوڑائی بہت چھوٹی ہوتی تھی
اٹھارھویں صدی کے آخر میں اِس
بات کی کوشش کی گئی کہ زیادہ سے
زیادہ لمبائی اور چوڑائی کا کاغذ تیار
کیا جائے۔ فرانس والوں نے سب
سے پہلے اِس طرف توجہ کی اور
کاغذ بنانے کی ایک مشین بنائی۔
لیکن برطانیہ کی کوششیں اِس سلسلہ
میں زیادہ کامیاب ثابت ہوئیں۔ پھر
امریکہ والوں نے کاغذ بنانے کی
ایک مشین لگائی۔ آخر زمانہ کی ضرورت
کے مطابق یہ فن روز بروز ترقی کرتا
گیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج مشینوں
سے بنا ہوا ہر قسم کا کاغذ مل سکتا
ہے۔

جاوید:۔ کاغذ تیار کس طرح کیا جاتا ہے؟

ابّا جان:۔ کاغذ ایک خاص قسم کی گھاس
اسپارٹو (SPARTO) اور بانس
کی لکڑی سے تیار کیا جاتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکڑی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لی جاتی ہے۔ پھر بڑے بڑے حوضوں میں مختلف مسالوں کے ذریعہ یہ لکڑی حل کی جاتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گاڑھے دُودھ کے تالاب بھرے ہیں۔ اس گاڑھے دُودھ سے ایک خاص سائز کا کاغذ بنایا جاتا ہے۔ یہ کاغذ شروع میں بہت لمبا ہوتا ہے جسے بعد میں مقررہ لمبائی کے مطابق کاٹ کر رِم بنا لئے جاتے ہیں۔ یہی کاغذ پھر کٹتے کٹتے ہماری کتابوں، کاپیوں اور دوسری صُورتوں میں ہمارے کام آتا ہے۔

جاوید:۔ شکریہ ابّا جان ــ آپ نے بڑی اچھی طرح مجھے کاغذ کے بارے میں بتا دیا ہے ــ یقیناً کاغذ آج کی اہم ضرورت ہے !!

★ صرف وہی مضامین شائع کئے جائیں گے جو کاغذ کے ایک طرف خوشخط لکھے ہوئے ہوں۔

★ مضامین ذاتی محنت سے تیار کئے ہوں کہیں سے نقل نہ کئے ہوں۔

(ادارہ)

دیوارِ چین

دیوارِ چین ایسی صنعت اور کاریگری کا نمونہ ہے کہ اسے دیکھ کر انسان خدا کی قدرت یاد کرتا ہے۔ ایک مشہور انسان کا قول ہے:۔

"اگر کوئی فخر سے یہ بات کہے کہ اُس کے دادا نے دیوارِ چین دیکھی تھی تو یہ بات اس کی بے جا نہیں ہوگی"

یہ دیوار قریباً آٹھ سو میل لمبی، تیس گز اُونچی اور اِس قدر چوڑی ہے کہ چھ سوار فراغت سے گھوڑے دوڑا سکتے ہیں۔ یہ پانچ برس کے عرصہ میں تیار ہوئی۔ کئی جگہ یہ دیوار پہاڑوں میں سے گزری اور عجیب بات یہ ہے کہ جس جگہ دیوار دریا میں بنائی ہے وہاں صدہا جہاز پتھروں سے بھرے ہوئے ڈبوئے گئے اور اس پر اس کی بُنیاد قائم کی گئی۔ یہ دیوار تاتاریوں کے حملوں کی روک تھام کے لئے بنائی گئی تھی۔

(طارق انجم۔ ربوہ)

تشحیذ خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک دلچسپ واقعہ

(جناب ایم مظفر احمد منصور۔ ناظم اطفال لائلپور)

یہ واقعہ گذشتہ سال کا ہے مجلس اطفال الاحمدیہ لائلپور شہر ہر ماہ ایک تفریحی و تربیتی ٹرپ مناتی ہے۔

ایک دن اطفال الاحمدیہ لائلپور شہر اور اطفال الاحمدیہ چک ۱۲۱ ر ب گوکھووال کے مابین علمی و ورزشی مقابلہ جات کے لئے میں اپنے ساتھ پچاس بچے لے کر بس میں لائلپور سے سوار ہوا۔ ابھی بس چلی نہیں تھی کہ ایک صاحب بس میں داخل ہوئے اور آتے ہی میری سیٹ سے اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے آتے ہی مودودی اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ میں بھی اپنے ناقص علم کے مطابق اُن کے سوالات و اعتراضات کا جواب دیتا رہا۔ یہ بات بتانا ضروری ہے کہ انہیں ابھی تک یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ بچے احمدی بچے ہیں بلکہ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ کسی پرائمری سکول کے بچے ہیں۔

وہ اِدھر اُدھر کی باتیں بڑے غرور اور فخر سے کرتے رہے اور کئی بار یہ ذکر بھی کیا کہ میں بڑا عالم ہوں اور میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔

بات نکلتی نکلتی احمدیت کے مسئلہ پر آ گئی۔ وہ صاحب کہنے لگے چھوڑیئے جی احمدی تو کلمہ ہی اَور پڑھتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں جناب وہ کلمہ تو یہی پڑھتے ہیں ہمارے اطفال خاموشی سے یہ ساری گفتگو سُن رہے تھے۔

وہ صاحب اِس بات پر سختی سے قائم تھے کہ احمدی کوئی نیا کلمہ ہی پڑھتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک بھی کہہ گئے کہ میرے رشتہ دار احمدی ہیں واقعی وہ کلمہ اَور پڑھتے ہیں۔

پھر کیا ہوا؟ ہم سے رہا نہ گیا۔ میں نے تمام احمدی اطفال کی طرف اشارہ کیا کہ کلمہ سُنائیں۔ یہ کہنا تھا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الّا اللہ محمّد رسول اللہ کی صداؤں سے بس گونجنے لگی۔ ساتھ ہی نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کی صدائیں بس میں بیٹھے تمام مسافروں کو اپنی طرف متوجّہ کر چکی تھیں۔ پھر جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ یہ بچّے احمدی بچّے ہیں تو اُن کا رنگ اُڑ گیا اور کلمہ کا زندہ ثبوت پاکر سخت شرمندہ ہوئے۔ ساری بس اِس بات سے متأثر ہوئی اور تمام مسافروں کو یہ معلوم ہو گیا کہ احمدیوں کا کلمہ واقعی وہی ہے جو محمدِ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت سے چلا آ رہا ہے۔

اُن صاحب نے بھی قدرتی طور پر ہمارے ساتھ ہی جانا تھا سارا راستہ خاموش رہے اور اپنی کم علمی کا تذکرہ کرتے رہے۔

دیکھا بچّو یہ ہے غرور کی سزا اور احمدی بچّوں کا مقام۔

تین حکایتیں

(۱) ایک شخص نے کسی بزرگ کے پاؤں پر ایسی چوٹ ماری کہ وہ بیقرار ہو گیا مگر غصّے نہ ہوا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ غصّے کیوں نہ ہوئے۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ مَیں نے یہ سمجھ لیا کہ میرا پاؤں پتھر پر سے پھسل گیا اور چوٹ لگ گئی اِس سبب سے غصّہ نہیں کیا۔

کبھی ہم نے بُرا مانا نہ ایذا دینے والوں کا
زیادہ سے زیادہ اپنی قسمت کا لکھا سمجھا

(۲) ایک بزرگ نے ایک حاکم سے اپنا حال کہا اُس نے التفات نہ کیا۔ دوسری بار کہا پھر بھی نہ سُنا۔ تیسری بار کہا تو جواب دیا کیوں دردِ سر دیتا ہے۔ بزرگ نے کہا سر تو تُو ہی ہے مَیں درد کہاں لے جاؤں۔ اُسے یہ بات پسند آئی اور اس کی حاجت روائی کی۔

(۳) حجّاج دو آدمیوں کو سزا دے رہا تھا ان میں سے ایک شخص نے کہا اے حجّاج مجھے سزا نہ دے۔ میرا ایک حق تیرے اُوپر ہے۔ حجّاج نے دریافت کیا وہ کونسا حق ہے۔ کہا ایک شخص تمہیں گالیاں دے رہا تھا مَیں نے اسے روک دیا۔ کہا کوئی گواہ ہے۔ اس نے کہا میرا گواہ یہی اسیر ہے جو میرے برابر کھڑا ہے۔[1]

---

[1] اسیر نے کہا۔ ہاں واقعی یہ ٹھیک کہتا ہے۔ حجّاج نے اس گواہ سے پوچھا تُو نے اُس شخص کو کیوں منع نہ کیا۔ اُس نے کہا چونکہ مَیں تجھے دشمن سمجھتا ہوں اِس وجہ سے خاموش رہا۔ حجّاج نے باوجود اِس قدر سنگ دل و ظالم ہونے کے ان کی سچائی پر ہر دو کو رہا کر دیئے۔ (افضال احمد عابد۔ کوٹ احمدیہ۔ سندھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نعتِ رسولِ مقبولؐ

آمد سے نبیؐ پاک کی مسرور جہاں ہے
قرآنِ مبیں آخری منزل کا نشاں ہے

آنکھوں میں مری جب سے مدینے کا سماں ہے
تا حدِّ نظر نُور سے معمور جہاں ہے

آدم کی دُعا جس کے تصدّق ہوئی مقبول
ایماں ہے وہ میرا وہی راحتِ جاں ہے

لے جائے گا اِک روز مرا شوقِ زیارت
ہر گام پہ اِک جنّتِ فردوس جہاں ہے

تعریفِ خُداوند ہے جب سے مرے لب پر
محبُوبِ خُدا جب سے مرے دِل میں نہاں ہے

نادار ہُوں، ناچار ہُوں، کمزور ہُوں آقا
لیکن مرا عزمِ جواں اب بھی جواں ہے

نبیوں کی دُعا مقصدِ مولا ہے عرفانی
وہ شانِ اذاں کی ہے وہ قرآن کی جاں ہے

جناب برکات احمد عرفانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

احمدی بچوں کے نام مختلف پیغامات

اطفال اپنے آپ کو ابھی سے تیار کریں

"تم اپنے آپ کو ابھی سے تیار کرو تاکہ جب وقت آئے اور تمہارے اُوپر ذمہ داری پڑے تو تم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے قابل بن جاؤ۔ قرآن سیکھو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھو اور اپنے اللہ سے پیار کرو جو بڑی طاقتوں اور قدرتوں والا ہے۔ اس کے وعدے سچے ہُوا کرتے ہیں۔۔۔۔ اپنے دلوں کو پاک صاف رکھو۔۔۔۔ اسلام کی تعلیم سیکھو۔ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ سادہ زندگی گزارو اور نہایت عاجزی کے ساتھ زندگی کے دن گزارو۔ کِسی کو حقیر نہ سمجھو۔"

(خطاب سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ ۱۹۶۷ء)

احمدی بچے وقفِ جدید کا سارا بوجھ اُٹھالیں

"مَیں آج احمدی بچوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اے خدا اور اس کے رسول کے بچو! اُٹھو اور آگے بڑھو اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقفِ جدید کے کام میں جو رخنہ پڑ گیا ہے اُسے پُر کر دو اور اس کمزوری کو دُور کر دو جو اس تحریک کے کام میں واقع ہو گئی ہے۔ کل سے مَیں اِس مسئلہ پر سوچ رہا تھا۔ میرا دل چاہا کہ جس طرح ہماری بہنیں بعض مساجد کی تعمیر کے لئے چندہ جمع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتی ہیں اور سارا ثواب مردوں سے چھین کر اپنی جھولیوں میں بھر لیتی ہیں ۔۔۔۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ احمدی بچّوں کو توفیق دے تو جماعتِ احمدیہ کے بچّے وقفِ جدید کا سارا بوجھ اُٹھا لیں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ر اکتوبر ۱۹۶۶ء)

بچّوں کا چندہ دینا بھی ان کی تربیت ہے

"وہ بچّے جو اپنی عمر کے لحاظ سے اطفال الاحمدیہ یا ناصرات الاحمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں یعنی ان کی عمریں ۷ سے ۱۵ سال تک کی ہیں اگر وہ مہینہ میں ایک اٹھنّی وقفِ جدید میں دیں ۔۔۔۔ تو وہ دُنیا میں ایک بہترین نمونہ قائم کرنے والے ہوں گے ۔۔۔۔ غرض ایک بچّہ جب اٹھنّی دے رہا ہو گا یا جب بعض خاندانوں کے سب بچّے باہم مِل کر ایک اٹھنّی ماہوار وقفِ جدید میں دے رہے ہوں گے تو یہ ایک لحاظ سے ان کی تربیت ہو گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ر اکتوبر ۱۹۶۶ء)

اگلی نسل کی عظیم ذمّہ داری

"تم پر جو آج بچّے ہو جو ذمّہ داری عائد ہونے والی ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے جو آج کی نسل پر پڑ رہی ہے۔ اِس لئے ہمیں ہر وقت یہ فکر رہتا ہے کہ تمہاری صحیح تربیت ہو اور تربیت کے لئے جو بُنیادی چیزیں ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ ہم پر اُس نے بڑے احسان کئے ہیں ہمیں اسے پہچاننا چاہیئے اور اس کے احسانوں کو سامنے رکھ کر اس کے لئے اپنے دِل میں محبّت پیدا کرنی چاہیئے۔"

(خطاب سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ ۱۹۶۷ء)

مرسلہ: منور احمد طاہر
نائب ناظم اطفال علاقہ حیدر آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت حافظ سیّد مختار احمد مختار شاہجہانپوری رضؓ

کا

عشقِ قرآنِ عظیم

ایڈیٹر

حضرت حافظ صاحب سے متعلق ایک مضمون نومبر ۱۹۷۴ء کے شمارہ میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ آج ہم دوبارہ اپنی محفل اس عظیم فدائیٔ اسلام و احمدیت کے ذکر سے گرماتے ہیں۔

حضرت حافظ سیّد مختار احمد مختار شاہجہانپوریؓ نے ایک عجیب و غریب طریقہ سے قرآنِ مجید حفظ کیا۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے پہلے احمدیت قبول کی تھی۔ آپکے والد ماجد شاہجہانپور کے بڑے عالم تھے۔ جب آپ کے والد تحقیق مکمل کر چکے تو آپ نے اپنے فرزند حضرت حافظ صاحب سے فرمایا کہ "آپ قرآن کریم حفظ کر رہے ہیں اگر ایک ماہ کے اندر حفظ کر لیں تو مَیں داخلِ سلسلہ احمدیہ ہو جاؤں گا۔" گو یہ مطالبہ بہت سخت تھا۔ ایک ماہ کے اندر قرآنِ مجید حفظ کرنے کی مثالیں شائد چند ایک ہی ہوں تاہم حضرت حافظ صاحب نے یہ چیلنج منظور فرما لیا۔

حضرت حافظ صاحب کا بیان ہے کہ آپ نے اپنے مکان کی بالائی منزل میں ایک الگ تھلگ کمرہ میں اپنا بستر لگا دیا نوکروں کو ہدایت کر دی کہ کوئی ملاقاتی حضرت حافظ صاحب سے ملنے نہ آئے۔ نوکر کھانا وغیرہ کمرہ میں رکھ کر بغیر بات کئے لوٹ جایا کریں۔ چنانچہ حضرت حافظ صاحب کا اس تنہائی میں اللہ کے علاوہ ایک ہی ساتھی تھا یعنی قرآنِ عظیم جس کے ورد سے آپ کے دل و جان معطّر تھے۔ حضرت حافظ صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے اپنے باپ کو راہِ ہدایت پر گامزن کرنے کے لئے ایک ماہ کے اندر اندر سارا قرآن مجید حفظ کر ڈالا اور آپ کے والد ماجد بیعت ہوئے۔

حضرت حافظ صاحب قرآن مجید کا بہت احترام فرماتے تھے۔ ۶۵ء کی بات ہے میرے والد بزرگوار حضرت شیخ فضل احمد بٹالوی رضؓ نے حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں درخواست کی کہ میرے بیٹے کو قرآن مجید صحت سے پڑھنا سکھا دیں۔ دیرینہ پیار اور محبت کے تعلق کی وجہ سے حضرت حافظ صاحب نے انکار نہ فرمایا۔ چنانچہ خاکسار آپ سے قرآن مجید پڑھنے لگا۔ حضرت حافظ صاحب نے تین ماہ تک مجھے سورۃ فاتحہ پڑھائی اور فرمایا اب تم سارا قرآن مجید پوری صحت کے ساتھ پڑھ سکو گے۔ اس درس و تدریس کے دوران میں نے بارہا مشاہدہ کیا کہ حضرت حافظ صاحب کے دِل میں قرآن مجید کا بے حد احترام اور عشق ہے۔

جونہی خاکسار قرآن مجید کا سبق شروع کرتا باوجود اس کے کہ آپ بہت کمزور اور نحیف ہو چکے تھے اور چند منٹ بیٹھنا آپ کے لئے دوبھر تھا آپ بیٹھ جاتے سر کسی رومال سے ڈھانپ لیتے اور بعض اوقات ایک ایک گھنٹہ تک مجھ سے قرآن مجید سنتے۔ حضرت حافظ صاحب کی عمر اس وقت ۱۱۰ سال کے قریب ہو گی لیکن قرآن مجید کے احترام کی خاطر اُس وقت تک باادب بیٹھے رہتے جب تک کہ میرا سبق ختم نہ ہو جاتا۔

ایک بار غلطی سے میں نے اپنا قرآن مجید کرسی کی سیٹ پر رکھ دیا اور خود حضرت حافظ صاحب کے کسی کام کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے فوراً مجھے ٹوک دیا اور فرمایا قرآنِ مجید اُٹھا لیں جہاں ہم خود بیٹھتے ہیں وہاں قرآن مجید نہیں رکھنا چاہیئے۔

ایک بار حضرت حافظ صاحب نے دیکھا کہ میرے قرآن مجید میں ایک کاغذ رکھا ہوا ہے۔ یہ کسی اخبار کا ٹکڑا تھا جو نشانی کے طور پر رکھا ہوا تھا۔ فرمایا قرآن مجید کا ادب یہ تقاضہ کرتا ہے کہ اس کے اندر کوئی دوسری تحریر نہ ہو۔ قرآن مجید میں نشانی رکھنی ہو تو سفید کاغذ کی رکھنی چاہیئے۔ چنانچہ وہ دن اور آج کا دن میں نے کبھی اس ہدایت پر عمل میں کوتاہی نہیں کی۔ اسی موقع پر فرمایا کہ قرآن مجید کے پہلے صفحہ پر بعض لوگ مفسّر کا نام، چھاپہ خانہ کا نام اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیمت وغیرہ لکھ دیتے ہیں میرا تو دل چاہتا ہے کہ یہ چیزیں قرآن مجید کے آخری صفحہ پر ہوں تا قرآن مجید پر کوئی چیز مقدّم نہ ہو سکے یعنی کوئی تحریر بھی قرآن مجید کے الفاظ کے اُوپر نہ آ سکے۔

حضرت حافظ صاحب قرآن مجید بڑے پیار اور جذبہ سے پڑھا کرتے تھے مجھے پڑھاتے وقت ایک دفعہ فرمانے لگے جب تم پڑھتے ہو "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" تو اِس انداز سے پڑھا کرو جیسے کوئی حاجتمند بڑی عاجزی اور بے قراری سے اپنی حاجت کسی شہنشاہ کے سامنے پیش کر رہا ہو۔ یہ الفاظ کہتے وقت اللہ کی عظمت کا تصوّر ذہن پر غالب ہونا چاہیئے ؂

مجلسِ عاملہ کا تقرر

جن مجالس میں ابھی تک ناظم اطفال اور ان کی مجلسِ عاملہ کا تقرر نہیں ہوا۔ قائدینِ کرام فوری طور پر اس کی منظوری حاصل فرما کر اطفال کا کام شروع کروا دیں اور ہر رُکنِ عاملہ سے "لائحہ عمل اطفال" یعنی "نظام اطفال الاحمدیہ" کے مطابق عمل کروائیں۔ (مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

"بُرا ہے"

کِسی کا اگر دِل دُکھانا بُرا ہے
تو پھر خود بھی سختی اُٹھانا بُرا ہے
ہے لازم لڑائی سے پرہیز کرنا
مگر ہٹ کے پہلو بچانا بُرا ہے
بجا ہے ضرورت پہ ناراض ہونا
مگر ہر گھڑی رُوٹھ جانا بُرا ہے
جو احساں فراموش ہو اس کی خاطر
ذرا سی بھی تکلیف اُٹھانا بُرا ہے
جسے ایک بار آزمایا ہو تم نے
دوبارہ اُسے آزمانا بُرا ہے
بجا اپنے حق پر ہے اصرار کرنا
مگر کِسی کا مگر حق دبانا بُرا ہے
نہ بھولے سے بھولو تم احساں کسی کا
مگر اپنا احساں جتانا بُرا ہے
یہ باتیں ہیں ساری سلامت روی کی
انہیں سُن کے پھر بھول جانا بُرا ہے

(جنابِ طاہر محمود خان دارالنصر غربی۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں نے احمدیت کیوں قبول کی؟

(ایم۔ آئی۔ آر۔ صدیقی۔ جامعہ احمدیہ۔ ربوہ)

میں ایسے معاشرہ میں پیدا ہوا اور پرورش پائی جو دینی لحاظ سے بڑی ظلمتوں اور تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا جہاں نوجوان کا نماز پڑھنا انوکھا خیال کیا جاتا تھا۔ کوئی کسی کو نماز پڑھنے کے لئے یا قرآن شریف پڑھنے کے لئے نہیں کہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بچپن سے ہی اِس عاجز کو دین کی طرف مائل کر دیا تھا۔ مولوی صاحبان کی تقاریر بڑے غور سے سُنا کرتا تھا۔ دس بارہ سال کی عمر کو پہنچ کر احساس ہوا کہ مولوی صاحبان جو مذہب سے متعلق تعلیم دیتے ہیں اس میں تضاد ہے اور ان کا بیان ذہن کو کشمکش اور اُلجھن میں ڈال دیتا ہے مثلاً جنّت اور دوزخ مقدر ہے یعنی جس کی قسمت میں جو لکھا ہے وہی اُسے مِل جائے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ پھر اعمال کِس کام کے ہیں؟ یہ کہ پھر فوت ہو کر قبر میں ایک مقدر شدہ سزا ملتی ہے اور معلوم نہیں کب تک ملتی رہے گی؟ اب یہ سوال کہ قیامت کے قریب مرنے والے کو سزا کم ملے گی اور جو حضرت آدمؑ کے زمانہ میں فوت ہوا تھا اُس کو سزا زیادہ ملے گی۔ آخر ایسا کیوں ہے؟

ایسی متضاد اور بے ڈھنگی سی تعلیم سُن کر میرے دل میں حقیقی دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا اور والدین سے دینی تعلیم دلوانے کی ضِدّ کی۔ اُنہوں نے متنفّرانہ انداز میں ٹالتے ہوئے کہا کہ مولوی نہیں بننا اس سے خاندان بدنام ہو جائے گا۔ یہ بات میرے لئے دین سے بے رغبتی اور نفرت کا باعث بنی۔

پھر میں نے بہت کوشش کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ نمازیں پڑھوں اور پرہیزگار بنوں نماز کی طرف بہت توجہ دی مگر مَیں نماز پڑھنے کا پابند نہ ہو سکا کیونکہ اِس میں دِل نہیں لگتا تھا۔

اِن سب باتوں کے پیشِ نظر مَیں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ مولوی صاحبان کی یہ بات ٹھیک ہے کہ جس کی قسمت میں جنّت ہے وہی جنّت میں جائے گا اور یہ کہ وہی نماز پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہے جس کے مقدّر میں جنّت ہوتی ہے اور میرا نماز میں دِل نہیں لگتا اِس لئے میرا مقدّر شاید جہنّم ہے۔ اِس طرح دِل دین سے بہت بیزار ہو گیا (اِسی زمانہ میں مَیں نے سینما دیکھنا شروع کیا تھا) مَیں بعض دفعہ گھر سے چوری بھاگ جانے کا سوچتا تھا کہ کہیں دُور جا کر دینی تعلیم حاصل کی جائے خواہ مجھے اِس کے بدلہ میں کِسی کی دس سال غلامی بھی کرنی پڑے۔ مَیں ایسا کرتا تھا مگر پھر گھوم گھام کر واپس گھر آ جاتا تھا کیونکہ کہیں مجھے ایسی جگہ نہیں مِلتی تھی۔

ایک مرتبہ مَیں نے ایک مولوی صاحب سے بھی مشورہ کیا کہ وہ مجھے کھسکا کر کہیں دُور لے جائیں جہاں مجھے مدرسہ میں داخل کرا کے دینی تعلیم دلوائیں۔ وہ مولوی صاحب راضی ہو گئے مگر بعد میں انہوں نے انکار کر دیا۔

ایک دن میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ بیٹا نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ مَیں نے بڑی ناراضگی سے کہا "قیامت کے دن اللہ سے کہوں گا کہ بچپن میں والدین سے دینی تعلیم دلوانے کے لئے کہا تھا مگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا اِس لئے میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ بہت کوشش سے نماز پڑھنا چاہی مگر دل نہیں لگتا اگر میرے مقدّر میں جہنّم میں جانا ہے تو مَیں مجبور ہوں۔ والدہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ ایسے جواب سے خوش نہیں ہو گا۔

ایسے گمراہ کُن ایّام میں جبکہ مَیں نویں جماعت کا طالبِ علم تھا ایک دن میرے ایک کلاس کے ساتھی نعمان علی صاحب مجھے علیٰحدگی میں ملے اور احمدیت کا پیغام سُنایا۔ یہ پہلا موقع تھا جب مجھے احمدیت کا پیغام ملا۔ مَیں نے اُسی وقت کہا کہ خدا کے نام پر مجھے جہاں مرضی لے چلو مَیں جانے کے لئے تیار ہوں (یعنی احمدی ہونے کو تیار ہوں) مجھے اِس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اُس نے لٹریچر وغیرہ پڑھنے کے لئے کہا، مَیں نے کہا کہ مَیں تو ہر مولوی صاحب کی بات پر عمل کرنے کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لئے تیار ہوں کیونکہ میں دیکھنا چاہتا ہوں
کہ کیسے میرا عبادت میں دل لگتا ہے اور
یہ کہ میں نے پہلے کون سے نیک اعمال
کئے ہیں کہ اب جو احمدی ہونے کا جرم
کر لوں گا تو کوئی حرج ہو جائے گا۔

وہ دوست ایک دن مجھے احمدیوں
کی نماز دکھانے کے لئے انجمن احمدیہ کاذوریہ
لے گئے (بنگال میں جماعتوں کو انجمن احمدیہ
کہتے ہیں اور "جماعت" سے مراد ساری جماعت
ہوتی ہے) نماز کے بعد میں نے کہا کہ میری
بیعت لے لو۔ انہوں نے انکار کیا اور
لٹریچر پڑھنے کے لئے کہا۔ اگلے جمعہ کو
میرے اصرار کرنے پر امیر جماعت صاحب
نے مجھ سے بیعت فارم پُر کروا لیا۔ جب
اُس بیعت فارم پر میں نے یہ الفاظ دیکھے
"میں عہد کرتا ہوں" تو میں نے کہا کہ
یہ کیا ہے؟ اگر عہد کرنے کے بعد مجھے
احمدیت پسند نہ آئے تو پھر میں احمدی
نہیں رہوں گا۔ اِس طرح بہت مشکل پیدا
ہو گی کیونکہ میں تو خدا کی عبادت کرنا چاہتا
ہوں اور اگر احمدی بن کر بھی میں ویسا
ہی رہا جیسا پہلے تھا تو میں اس کی پابندی
نہیں کر سکوں گا۔ بالآخر بیعت کسی طرح
ہو ہی گئی۔ یہ اپریل ۱۹۶۶ء کا واقعہ ہے۔
اِس کے بعد مجھ پر مصیبتیں آئیں مگر
میں خدا کے فضل سے دن بدن مضبوط
ہوتا گیا کیونکہ میں یہ نظریہ رکھتا تھا کہ
احمدی تو ضرور کہیں گے کہ احمدیت سچی ہے
مگر دوسرے مخالف لوگ ضرور احمدیت کو
بُرا سمجھیں گے۔ باقی اچھا یا بُرا تو احمدی
بن کر ہی معلوم ہو سکے گا۔ آجکل بھی
تبلیغ میں یہی کہتا ہوں کہ محل کے اندرونہ
کا علم اس کے اندر جا کر ہی ہو سکتا
ہے باہر سے صحیح علم نہیں ہو سکتا۔ احمدیت
کے نور کا صرف احمدی ہی مشاہدہ کر سکتا
ہے غیر نہیں کر سکتا۔ اور جو احمدی ہونے
سے پہلے احمدیت کا مزہ چکھنا چاہتا
ہے وہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتا ہے
کیونکہ وہ بغیر کسی محنت کے عیش کے ساتھ
اتنا بڑا نور حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میرے
اِس نظریہ نے جلد احمدی ہونا آسان
بنایا۔ ذالك فضل الله۔

حدیث شریف میں ہے:۔
"اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ"
اللہ تعالیٰ بندوں کی توقع
کے مطابق سلوک کرتا ہے۔
خُدا سے بھی میں یہی توقع رکھتا تھا
کہ وہ میری ایسی راہنمائی کرے کہ میں
نورِ الٰہی حاصل کر کے نیکی اور عبادت کرنے
کی توفیق پاؤں اور دینی تعلیم حاصل کر سکوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس سے مجھے معرفتِ الٰہی حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ میرے ساتھ پیار کا سلوک کرے۔ میرا یقین ہے کہ احمدیت میں ایسا نورِ الٰہی ہے جو انسان کو نیکی کی توفیق دیتا ہے۔ احمدیت کے باہر یہ بات ہرگز نہیں ملے گی اور اِسی کو ایمان کہتے ہیں جس کا آخری زمانہ میں ثریّا پر چلے جانے کا ذکر ہے۔

احمدی ہونے سے پہلے نماز پڑھنے کی شدید خواہش کے باوجود جی نہیں چاہتا تھا مگر احمدی بن کر نمازوں میں دل لگا اور لُطف آیا۔ بعض دفعہ نمازِ جمعہ پڑھنے کے لئے آٹھ نو میل چل کر جایا کرتا تھا اور موسمِ برسات کے چار پانچ ماہ میں دریاؤں میں بہت طغیانی ہؤا کرتی ہے اور راستے انتہائی خراب ہوتے ہیں، رستہ میں بعض جگہ دریا کے علاوہ تین چار فٹ گہرا پانی ہوتا ہے اور سارے راستہ میں کیچڑ اور پانی ہوتا ہے۔ اِس میں سانپ وغیرہ عام ہوتے ہیں ایسے رستہ میں سے گزر کر ہمیں نمازِ جمعہ پڑھنے کے لئے جانا پڑتا تھا۔ مَیں گھر سے چُپکے نکل جاتا تھا اور ساتھ زائد کپڑے بھی ہوتے تھے تا سات آٹھ میل کا رستہ طے کر کے منزلِ مقصود پر پہنچ کر لباس تبدیل کر سکوں۔

عید کی نماز پڑھنے کے لئے رات کو ہی گھر سے نکل پڑتا تھا اور دوسرے گاؤں میں جا کر احمدی دوست کے گھر رات گزار کر صُبح صُبح عیدگاہ کی طرف چل دیتا تھا تا طلوعِ فجر سے پہلے ہم غیر معروف علاقہ میں پہنچ جائیں۔ دُور کے گاؤں کے مرد، عورتیں اور بچے دیکھ کر کہنے لگتے کہ یہ قادیانی جا رہا ہے۔

خدا تعالیٰ کے احسانات اِس قدر ہیں کہ احمدیت کی غلامی اگر ساری زندگی بھی کرتا رہوں تو پھر بھی شکر ادا نہیں ہو سکتا اِس لئے زندگی وقف کی ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ آخر دَم تک حضرت خلیفۃ المسیح الموعود کی غلامی میں رہوں اور سِلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کرنے کی سعادت ملے۔

(۲)

جنابِ ماسٹر محمد اعظم ملک

میرے چچا جان کیپٹن ملک شیر محمد صاحب ایس بی ایم سی جہلم شہر میں سالہاسال سے ایک معروف دُکان سے کپڑا خریدا کرتے تھے۔ وہ دکان دار ایک مخلص اور معزز احمدی تھے۔ ۱۹۵۲ء، ۱۹۵۳ء کی بات ہو گی جب آپ حسبِ معمول کپڑا لینے گئے تو ساتھ والے بزاز نے آواز دی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تپاک سے بٹھایا اور لگا چاپلوسی کرنے کہ آپ ہمیشہ فلاں "مرزائی" سے کپڑا لیتے ہیں یہ آپ کی اپنی دکان ہے یہاں سے لیا کریں اُن کا کپڑا تو حرام ہوتا ہے۔ دیر تک سر کھپانے کے بعد چچا جان نے کہا کہ مَیں تو نہیں جانتا کہ "مرزائی" کیا ہوتا ہے۔ نہ اُن کے لٹریچر سے واقف ہوں بس اتنا معلوم ہے کہ ہمارے مولوی مرزائیوں کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن یہ شخص پتہ نہیں مرزائی ہے یا نہیں مگر مجھے کپڑا بازار سے بارعایت دیتا ہے اور کوئی دھوکہ نہیں دیتا۔ وہ مولوی نما بزاز تھا جھٹ سے کہنے لگا "اچھا آپ کو پھر معلوم نہیں کہ مرزائی کیسے ہوتے ہیں یہ تو پکّے کافر ہیں یہ لیں کتاب اور پڑھیں آپ پر مرزائیوں کا پول کھُل جائے گا۔" چچا جان وہ کتاب "پاکٹ بک احمدیہ" لے کر اُٹھ بیٹھے کہ کپڑا تو مَیں وہیں سے لوں گا۔ خیر مولوی بزاز صاحب نے سمجھا کہ آج معرکہ مار لیا۔ مگر جب خدا ہدایت دیتا ہے تو خود سامان پیدا کر دیتا ہے۔ چچا جان بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کتاب پڑھ کر محسوس کیا کہ یا تو احمدیت جھُوٹی ہے یا کتاب لکھنے والا جھُوٹا ہے مگر یہ فیصلہ کیسے ہو۔ تڑپ پیدا ہوئی تو ہفتہ عشرہ بعد سیٹھی صاحب کے پاس گئے۔ گزشتہ ہفتہ کی رُوداد سُنائی اور کسی کتاب کا مطالبہ کیا۔ سیٹھی صاحب نے فرمایا کہ آپ کو کتاب تو دیتا ہوں لیکن آپ لوگوں میں کتاب پڑھنے کا حوصلہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر ہمّت کر کے عزیز و اقارب سے چھُپ چھپا کر کتاب پڑھ بھی لیں تو حق کے قبول کر لینے کی جرأت نہیں ہوتی مختصر بحث تمحیص کے بعد انہوں نے آپ کو "پاکٹ بک احمدیہ" دے دی۔ آپ نے نہایت صاف دِل ہو کر بحیثیت متلاشیٔ حق بڑی دلجمعی سے کتاب پڑھی تو حق واضح ہو گیا۔ چونکہ صاف دل پہلے ہی تھے اور پاکٹ بک محمدیہ نے آپ کے دل میں حق کی تلاش کی تڑپ پیدا کر دی تھی اور پاکٹ بک احمدیہ نے حق روشن کر دیا تو آپ اگلی ٹرم پر اُنہی مولوی صاحب یعنی بزاز کے پاس گئے اور سارا واقعہ سُنایا اور پاکٹ بک محمدیہ پر بحث کرنے لگے تو وہ جھٹ کہنے لگے کہ بس آپ کافر ہو گئے ہیں اب آپ سے بات کرنا فضول ہے۔ آپ نے کہا کہ مجھے کافر بنانے والے تو آپ ہی ٹھہرے ہیں تو پھر آپ کیا ہوئے؟ بہرحال انہوں نے گفتگو کرنے سے گریز کر لیا اور آپ اُسی سال سالانہ جلسہ پر تشریف لا کر بیعت ہو گئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب چچا جان نے آہستہ آہستہ گھر میں تبلیغ شروع کی۔ مَیں اُس وقت جماعت ہشتم کا طالب علم تھا۔ نماز اور قرآن کریم ناظرہ تک نہیں آتے تھے۔ چچا جان کبھی کبھی مجھے کسی کتاب کا کوئی آسان حصّہ نشان لگا کر فرماتے کہ یہاں تک پڑھ لو یا خود پڑھ کر سُنا دیتے۔ یہ سلسلہ ایک سال تک چلتا رہا۔ جب مَیں نہم میں پاس ہُوا تو کچھ عمر کے لحاظ سے بھی شعور آ چکا تھا۔ مجھے انہوں نے کتاب "دعوۃ الامیر" پڑھنے کے لئے دے دی۔ یہ سلسلہ کی پہلی کتاب ہے جسے مَیں نے حرف بحرف پڑھا اور حق واضح ہو گیا۔ لیکن ازدیادِ ایمان کی خاطر جو حصّہ پڑھتا اُسے نوٹ یا حفظ کر کے اگلے روز سکول لے جاتا، دوستوں سے سوالات کرتا، اساتذہ سے دریافت کرتا لیکن ہر دفعہ اکثر اساتذہ دلچسپی ہی نہ لیتے اور ڈانٹ دیتے کہ تم ابھی چھوٹے ہو کتابیں ان کی نہ پڑھا کرو کافر ہو جاؤ گے۔ ہمارے دینیات کے استاد ایک شیعہ تھے وہ جوشیلے تو ضرور تھے میری بحث بھی اُن سے زیادہ رہتی تھی لیکن وہ کوئی ٹھوس جواب دینے کی بجائے اکثر یہ کہہ کر ٹال دیتے کہ تم طالب علم ہو مَیں خود تمہارے ساتھ جا کر تمہارے چچا سے بحث کروں گا تم بس کتابیں نہ پڑھا کرو اگر کتابیں پڑھو گے تو کافر ہو جاؤ گے۔ اِس بار بار کی "قیمتی نصیحت" کے سوا مجھے کسی کی طرف سے کبھی کوئی تسلی بخش جواب نہ ملتا۔ اِس سے دِل میں ہیجان پیدا ہوتا اور مذہبی دلچسپی بڑھتی۔ مَیں نے اپنے علاقہ میں شیعہ، سُنّی، اہلحدیث فرقوں کے موسمی جلسوں میں شمولیت اختیار کرنا شروع کر دی جو رات گئے تک ہوتے۔ مَیں اپنے گاؤں سے تین چار میل تک اِن جلسوں میں شمولیت کے لئے چلا جایا کرتا لیکن ہر اِک جلسہ میں مَیں نے مقرر کو اپنے مخالف فرقہ کے لوگوں کو ہدفِ تنقید بنانے کے سوا اَور کچھ نہ پایا جسے میری فطرت پہلے سے ہی ناپسند کرتی تھی یا پھر فروعی اور سطحی مسائل پر مخالف فرقہ پر اعتراضات ہی کرتے رہتے۔ جب میری پیاس پھر بھی نہ بُجھی تو ایک بڑھئی مولوی صاحب کے ہمراہ انفرادی طور پر کئی ایک مولوی صاحبان سے بھی گفتگو کی مگر پیاس بڑھتی رہی۔ ایک شیعہ عالم نے تو دورانِ گفتگو ارشاد فرمایا کہ بیٹا تم ابھی چھوٹے ہو حق اور باطل میں فیصلہ نہیں کر سکتے بڑے ہو کر ایسے سوالات پوچھنا۔ تو میرے مُنہ سے جھٹ نکلا کہ سیدنا حضرت علیؓ کی عمر تو مجھ سے بھی چھوٹی تھی جب انہوں نے حق قبول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر لیا تھا۔ حق کا نصیب ہونا عمر کے ساتھ وابستہ نہیں ہے۔ اِسی دَوران مجھے کتاب "تبلیغِ ہدایت" دے دی گئی اِس سے میری تحقیق پایۂ تکمیل کو پہنچی مَیں نے نماز سیکھی۔ قرآنِ عظیم پڑھنا سیکھا۔ تفسیر صغیر پڑھی۔ تمام نبیوں سے عوام کا سلوک پڑھ کر دِل کو یقین آ گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ برحق ہیں لیکن ایک خواہش پھر بھی رہی کہ احمدیوں کا جلسہ دیکھوں لہٰذا اگلے برس جنوری ۱۹۶۰ء میں جلسہ سالانہ پر صرف تقاریر سُننے آیا۔ جب یہاں دیکھا کہ ہر مقرر بڑے وقار سے آتا اور نہایت علمی تقریر کرتا ہے اور اسلام کے غلبہ کا دعویٰ کرتا اور کِسی کے خلاف تنقید نہیں کرتا تو اطمینانِ قلب ہو گیا۔ اگلے روز چچا جان سے بیعت کرنے کی خواہش کی تو فرمایا کہ بیٹا تم ابھی چھوٹے ہو۔ گھر کا سارا بوجھ تمہیں پر ہے، بھائی چھوٹے ہیں۔ دل میں احمدی رہو بڑے ہو کر بیعت کر لینا۔ برادری میں مقام پیدا کر لو۔ نوکری اور رشتہ داریوں کے معاملات ہوتے ہیں تمہارے لئے مُشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ مجھے خوب یاد ہے مَیں نے جھٹ چچا جان سے کہا کہ "روزی میرے اللہ کے ہاتھ میں ہے مجھے اللہ تعالیٰ فلاں موچی سے تو خراب روٹی نہیں دے گا سمجھ لینے کے بعد قبول نہ کرنا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے۔ جب علم نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ سے مَیں کہہ سکتا تھا کہ مجھے تو علم ہی نہیں تھا اَب جب علم پا لیا اور تسلّی ہو گئی تو قبول نہ کرنا درست نہیں۔ مَیں اللہ تعالیٰ کو کیا مُنہ دکھاؤں گا" فرمایا مَیں تمہیں آزمانا چاہتا تھا ورنہ میرا دل تو یہی چاہتا تھا۔ ۲۴۔ جنوری ۱۹۶۰ء کا دن میری رُوحانی پیدائش کا دن تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی قدر کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ٭

مستقبل کے ادیب

آپ مزید کوشش کیجئے اور ہمّت نہ ہاریئے آپکے مضامین مستقبل میں ضرور تشحیذ کی زینت بنیں گے۔

ناصر محمود۔ کنری ٭ محمد رفیق۔ گوجرہ ٭

وسیم احمد۔ کوٹ احمدیہ ٭ مبشرہ غفور۔ کوٹ احمدیہ ٭

قدرت اللہ شمس۔ بشیر آباد۔ سندھ ٭ شیخ نسرین۔ دادو۔ سندھ ٭ ضیاء محمود۔ بہاولپور ٭ جمیل احمد۔ بہاولپور ٭

مرزا طارق منظور۔ کنری ٭ حفیظ اللہ عادل۔ بہاولنگر

وفاء اللہ مبارک۔ فیکٹری ایریا۔ ربوہ ٭ ضیاء اللہ مبشر۔ فیکٹری ایریا۔ ربوہ ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنفکر

۱ - ماں باپ کی خوشنودی دُنیا میں باعثِ دولت اور آخرت میں باعثِ نجات ہے۔

۲ - دوست وہ اچھا ہے جو تمہیں نیکیوں کی طرف مائل کرتا ہے۔

۳ - گناہ کے بعد ندامت بھی توبہ کی شاخ ہے۔

۴ - ہر روز یہ سوچنے کی کوشش کیجئے کہ آپ دوسروں کو کس طرح خوشی پہنچا سکتے ہیں۔

(طاہر محمود خان۔ ربوہ)

۱ - صرف تعلیم سے اخلاق درست نہیں ہوتے تاوقتیکہ اس پر عمل نہ کیا جائے۔

۲ - انسان کی عظمت اس کی دولتمندی اور خوبصورتی میں نہیں بلکہ اس کے کردار میں ہے۔

۳ - ایک منٹ کے برباد ہونے سے جو نقصان ہوتا ہے بقائے دوام بھی اس کی تلافی نہیں کر سکتی۔

(ناصر احمد وٹس۔ لنگے ضلع گجرات)

۱ - جب کسی سے وعدہ کرو تو ساتھ انشاء اللہ کہو۔

۲ - اگر کوئی تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے تو جزاک اللہ کہو۔

۳ - کوئی اچھی چیز دیکھو تو ماشاء اللہ کہو۔

(ایم۔ اے۔ قمر۔ چک ۴۹ ر)

۱ - وقت ضائع کرنا خودکشی کے مترادف ہے۔

۲ - علم و عمل کے میدان میں ثابت قدمی سے جدّوجہد کرتے جائیے کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

۳ - کوئی ایسی بات مُنہ سے نہ نکالو جس پر کل تمہیں معذرت کرنی پڑے۔

(وسیم احمد۔ کوٹ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دلچسپ معلومات

آگ سے محفوظ رہنے کا لباس

یہ لباس کچھ اِس قسم کا ہے کہ جو بظاہر یُوں معلوم ہوتا ہے کہ تیراکی کے وقت کام آئے گا لیکن اس کی غرض انسان کو آگ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ لباس ۱۶۰ درجے سینٹی گریڈ کی گرمی برداشت کر سکتا ہے۔ کوئلے وغیرہ کی کانوں میں حادثات کے وقت جب آگ میں گھرے ہوئے لوگوں کو نکالنا ہو تو یہ لباس پہن کر انسان آگ میں گھس سکتا ہے اور آگ میں گھرے ہوئے لوگوں کو نکال سکتا ہے۔

اِس لباس کا نام پَرَوَرمی تھیس ہے۔ یہ خاص قسم کی گیس امونیا اور آگ کا مقابلہ کرنے والی اشیاء کے مرکّب سے بنایا جاتا ہے۔

درازیٔ عُمر کے بھید

سائنسدان ایکخانہ یان کے لوگوں کی عمروں کے اسباب معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ لمبی عمروں والے مقامی لوگوں کے دل اور پھیپھڑوں کا معائنہ کیا گیا ۸۵ سے ۱۱۶ سال تک کی عمر کے لوگوں میں دل کی کچھ بیماریاں پائی گئیں لیکن ان لوگوں نے کِسی تکلیف کی شکایت نہیں کی جس کے باعث انہیں ڈاکٹر تک جانے کی نوبت نہیں آئی اور نہ ہی وہ محنت مزدوری کے کام سے رُکتے ہیں۔ ڈاکٹر اس کی وجہ یہی بیان کرتے ہیں کہ جو لوگ ابتداء سے ہی محنت و مشقّت کے عادی ہوتے ہیں وہ ہر حال اپنے پھیپھڑے اچھی حالت میں رکھتے ہیں ان کا تنفس درست رہتا ہے۔ آکسیجن بدستور پھیپھڑوں میں جذب ہوتی ہے اور اِس طرح دل کے عضلات مضبوط رہتے ہیں۔

(ظفر احمد مسرور۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روٹی تازہ رکھنے کا جدید طریقہ

آسٹریلیا کے ماہرینِ غذائیات اِس بات پر تحقیق کر رہے ہیں کہ آخر روٹی باسی کیوں ہو جاتی ہے؟ کیا یہ طویل عرصے تک تازہ نہیں رکھی جا سکتی روٹی ایک گھنٹے سے بھی کم وقت میں باسی ہو جاتی ہے لیکن آسٹریلوی سائنس دان اسے چھ مہینے سے زیادہ عرصہ تک بالکل تازہ رکھنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ باسی ہونے کے بعد روٹی سخت ہو جاتی ہے اور سُوکھ جاتی ہے کیونکہ اس میں سے پانی کی تبخیر ہو جاتی ہے۔ ہوا میں موجود جراثیم باسی روٹی کا ذائقہ اور بُو بدل دیتے ہیں اور یہ کھانے کے قابل نہیں رہتی۔ ریفریجریٹر میں رکھی ہوئی روٹی بھی دیر تک تازہ نہیں رہتی۔ آسٹریلوی سائنس دانوں نے ثابت کیا ہے کہ ریفریجریٹر کا درجۂ حرارت (جو عموماً ۲ ڈگری سنٹی گریڈ ہوتا ہے) روٹی کو باسی ہونے سے نہیں روک سکتا۔ انہوں نے ایک طویل تجربہ شروع کیا۔ اس تجربے میں ۶۰ خاندانوں نے ان سے تعاون کیا۔ ان لوگوں کو بعض اوقات باسی روٹی بھی کھانی پڑی لیکن ان کی مدد سے سائنسدان روٹی ذخیرہ کرنے کا ایک نیا طریقہ دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان ماہرین نے ثابت کیا ہے کہ منفی ۲۰ ڈگری سنٹی گریڈ پر رکھی گئی روٹی کئی ہفتے تازہ رہتی ہے۔ اگر اس روٹی میں ½ سے ۱ فیصد تک چینی یا گلیسرین شامل کی جائے تو روٹی اور بھی زیادہ دیر تک باسی نہیں ہوتی (ایک فیصد چینی ملا کر روٹی کو ریفریجریٹر میں رکھنے کا طریقہ ہمارے ہاں بھی استعمال ہو سکتا ہے) اگر آٹے میں چینی، گلیسرین اور لیسیتھین کی تھوڑی سی مقدار شامل کر کے اسے فریج میں رکھا جائے تو روٹی چھ مہینے تک تازہ رہ سکتی ہے۔ روٹی ایک ملک سے دوسرے ملک کو برآمد کرنے کے لئے یہ طریقہ بہت مدد دے گا۔

عجیب و غریب کار

گزشتہ دنوں سان فرانسسکو کے صنعتی میلے میں ایک عجیب و غریب کار منظرِ عام پر آئی۔ شوخ زرد رنگ کی اِس کار کا نام لیکسٹر (LAKESTER) رکھا گیا ہے۔ اِس کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اسے پانی اور خشکی پر یکساں آسانی کے ساتھ چلایا جا سکتا ہے۔ ماہرین نے "موٹر کار" اور "موٹر بوٹ" دونوں ایک ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈھانچے میں اکٹھی کر دی ہیں۔ ایک برقی بٹن دبائیں تو پل بھر میں کار کا اندرونی حصّہ چودہ فٹ لمبی موٹربوٹ کی شکل میں الگ ہو کر باہر نکل آتا ہے اور کار کا خول باقی رہ جاتا ہے۔ اس کا ڈیزائن بروکس سٹیونز کمپنی نے تیار کیا ہے جو صنعتی ڈیزائن تیار کرنے میں عالمی شہرت رکھتی ہے۔

کار میں دو آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ موٹربوٹ اور کار دونوں ۵۰ ہارس پاور کے ایک ہی انجن سے چلتے ہیں۔ کار میں زیادہ تر فاکس ویگن کے کل پرزے استعمال کئے گئے ہیں۔ یہ خشکی پر ہموار و ناہموار ہر قسم کی سڑک پر آسانی اور تیز رفتاری کے ساتھ دوڑ سکتی ہے۔ ابتداء میں کمپنی نے اسے محض ایک نمائشی ماڈل کے طور پر تیار کروایا تھا۔ میلے میں جب اسے بے حد پسند کیا گیا تو مختلف موٹر ساز کمپنیاں اس میں دلچسپی لینے لگیں۔ امید ہے کہ جلد ہی وسیع پیمانے پر کام شروع ہو جائے گا۔ خیال یہ ہے کہ اس کی قیمت پندرہ سولہ ہزار روپے سے زیادہ نہ ہوگی۔

گنج

سر پر اندازاً ایک لاکھ بال ہوتے ہیں۔ ان میں سے اگر ۲۵۰ بال جھڑ جائیں تو گنج نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ ذہنی یا اعصابی دباؤ سے سو سے لے کر گیارہ سو تک بال جھڑنے لگتے ہیں۔ عورتوں کے سروں کا گنج دیر سے ظاہر ہوتا ہے۔ اعصابی ہیجان بال جھڑنے کا سب سے بڑا سبب بنتا ہے۔ ایک بار ایک شخص کو پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ اس نے گنا کہ تین ہفتوں تک گیارہ سو روزانہ کی اوسط سے اس کے بال جھڑتے رہے۔ تعجب انگیز چیز یہ ہے کہ جب اسے موت کی سزا معاف کر دی گئی تو بال بڑی تیزی سے پھر اُگ آئے۔ ایکس رے سے بھی بال جھڑتے ہیں۔

ایسٹرولائٹ

جنگلات کے تناور درخت کاٹنے میں جو بے پناہ انسانی محنت اور وقت صَرف ہوتا ہے اس سے بچنے کے لئے سائنس دانوں نے ایک نیا ہتھیار دریافت کیا ہے اس کا نام ہے ایسٹرولائٹ۔ یہ ایک سیّال مادّہ ہے جو بارود کی طرح بھک سے اُڑ جانے کی خاصیت رکھتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے جن دشوار گزار علاقوں میں درخت کاٹنے کے عام مروّجہ آلات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لے جانے ناممکن ہیں یا جن پر بہت زیادہ خرچ اُٹھتا ہے وہاں یہ سیّال مادّہ بہت کارآمد ثابت ہوگا۔ اسے پلاسٹک کی چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں بھر کر تیار کیا گیا ہے۔ ڈیڑھ پونڈ الیسٹرولائٹ تین فٹ قطر کا موٹا درخت چشم زدن میں کاٹ کر گرا سکتا ہے اور یہ کام اتنی صفائی سے انجام پاتا ہے کہ کٹا ہوا درخت دیکھ کر کوئی شخص بھی یہ اندازہ نہیں کر سکتا کہ اسے آرے سے چیرا گیا ہے یا بھک سے اُڑنے والے کسی سیّال مادّہ سے۔

(طارق احمد بٹ۔ کراچی)

جگنوؤں کی ٹارچ

جنوبی امریکہ کے پرانے باشندے کھوکھلے گنّے کی ایک پوری عمداً دو حصّوں میں کاٹ لیتے ہیں ایک حصّے میں بہت سے جگنو بھر کر اُوپر سے جالی کا ایک ٹکڑا لگا دیا جاتا ہے اور اسے دوسرے حصّے سے بند کر دیا جاتا ہے۔ جب اندھیرے میں انہیں راہ تلاش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ گنّے کی اسی دلچسپ ٹارچ سے مدد لیتے ہیں۔ وہ ٹارچ کھٹکھٹاتے ہیں اور جگنو گھبرا کر اس زور سے چمکتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے راستہ صاف نظر آنے لگتا ہے۔

گانے والی چڑیا

امریکہ میں ایک طرح کی چڑیا پائی جاتی ہے جو طرح طرح کے نغمے الاپتی ہے اپنے گانے کے علاوہ وہ جس قسم کی آواز سُنتی ہے اُس کی نقل بھی کر سکتی ہے۔ وہ کچھ دیر تک ریڈیو سے ایک ساز سُنتی رہی اور اس کے بعد خود بھی اسے الاپنا شروع کر دیا۔ کچھ سائنسدانوں نے نوّے منٹ تک اس کے نغمے ریکارڈ کئے۔

(وسیم خالد جنجوعہ)

اِنسان مَرنے کے بعد

۱۔ انسانی دماغ موت واقع ہونے کے بعد دس منٹ تک کام کرتا ہے۔

۲۔ دل کے اعصاب بھی دس منٹ تک۔

۳۔ آنکھیں تیس منٹ تک۔

۴۔ کان ایک گھنٹہ تک۔

۵۔ بازو اور ٹانگ کے اعصاب چار گھنٹوں تک۔

۶۔ خون کے ذرّات اٹھارہ گھنٹوں تک۔

۷۔ ہڈیاں تین دن تک اور جلد پانچ دن تک زندہ رہتی ہے۔

(ملک طلعت محمود احمد شاد شمس آباد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خالدؓ بن ولید

جناب ناصر جمال حقانی۔ لائلپور

بچّو آپ میں سے کئی بچّوں کا نام خالد ہو گا۔ لیکن آج جس خالد سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے وہ حضرت خالد بن ولید ہیں جن کا شمار اِسلام کے بہادر اور فاتح جرنیلوں میں ہوتا ہے۔ آپ کی بہادری کا لوہا دشمنوں کے جرنیلوں کو بھی ماننا پڑا ہے۔ آپ نے ڈیڑھ سو کے قریب جنگوں میں حِصّہ لیا اور ہر جنگ میں فتح و کامرانی نے آپ کے قدم چُومے۔ شکست ہمیشہ آپ کے دشمنوں کے حِصّہ میں آتی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو سیف اللہ کا خطاب عطا فرمایا تھا یعنی اللہ کی تلوار۔ جس طرف بھی اُٹھ جاتی تھی دشمنوں کی صفوں میں کھلبلی مچ جاتی تھی۔ آپ کی صرف ایک ہی آرزو تھی کہ شہادت کا مرتبہ حاصل ہو۔ جب آپ کی وفات کا وقت نزدیک تھا تو آپ نے فرمایا کہ مَیں نے خطرناک جنگوں میں حصّہ لیا اور ہر بڑے سے بڑا خطرہ مُول لیا لیکن جامِ شہادت مجھے حاصل نہ ہو سکا اور آج بستر پر پڑا موت کی راہ دیکھ رہا ہوں۔

آپ کو جب حضرت عمرؓ نے معزول کر دیا تو آپ کے چہرے پر ذرّہ بھر بھی ملال نہ آیا بلکہ آپ نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور کہا کہ مَیں صرف اللہ کی خاطر لڑ رہا ہوں چاہے ایک سپہ سالار کی حیثیت سے لڑوں چاہے ایک عام سپاہی کی حیثیت سے۔

آپ کو خدا تعالیٰ نے حافظہ بَلا کا دیا تھا۔ آپ کی طبیعت میں انکساری مگر رُعب جھلکتا تھا۔ دشمن آپ کا چہرہ دیکھ کر ہی مرعُوب ہو جاتا تھا۔ دشمنوں کے پیامبروں اور سفیروں کی باتوں کا صحیح وزن کر لیتے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخری عمر میں حضرت خالدؓ بن ولید گوشہ نشین ہو گئے تھے آپ کے جسم پر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جس پر تلوار، نیزہ یا تیر کا نشان نہ ہو۔ جب آپ کی وفات کی خبر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچی تو حضرت عمرؓ نے بے ساختہ فرمایا کہ عرب کی عورتیں خالد جیسا فرزند جننے سے قاصر رہیں گی۔

احمدی سے خطاب

"احمدی اُٹھ! ہے لبِ دُنیا پہ جاں تیرے بغیر
قالبِ گیتی ہے بے تاب و تواں تیرے بغیر"

چار سُو پھرتے نظر آتے ہیں یزداں ناشناس
اہرمن آباد ہے سارا جہاں تیرے بغیر

خندہ زن ہے ظلمتِ عصیاں خورِ تقدیس پر
نوحہ زن ہے عظمتِ کرّوبیاں تیرے بغیر

رو رہا ہے سر بزانو ہو کے ویرانوں میں دیں
سو رہی ہے قسمتِ اِسلامیاں تیرے بغیر

پھیکی پھیکی سی ہے شمعِ سرمدی کی روشنی
سُونی سُونی سی ہے بزمِ لامکاں تیرے بغیر

"منتظر ہیں مہرِ عالمتاب کی رنگینیاں
مضطرب ہے آسمانِ ضوفشاں تیرے بغیر"

ضیاء محمد مشتاق
محلہ آباد ایبٹ آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) ایک شخص نے حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس حضرت علیؓ کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ حضرت علیؓ اُس وقت حضرت عمرؓ کی مجلس ہی میں بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مدعی کا بیان سُن کر اُن کی طرف دیکھا اور کہا "اے ابوالحسنؓ اُٹھئے اور مدعی کے ساتھ جا کر بیٹھئے۔" حضرت علیؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ امیرالمومنین نے بیانات سُن کر فیصلہ دے دیا۔ مدعی چلا گیا تو حضرت علیؓ پھر اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ حضرت علیؓ کا رنگ بدلا ہُوا ہے۔ فرمایا "اے ابوالحسنؓ مجھے آپ کا رنگ بدلا بدلا نظر آتا ہے کیا آپ کو کوئی بات ناگوار گذری ہے؟"

"ہاں اے ابن خطابؓ" حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "کونسی بات؟" حضرت علیؓ نے جواب دیا "یہ کہ آپ نے مجھے نام کی بجائے کُنیت سے پکارا۔ آپ کو کہنا چاہیئے تھا علی اُٹھو اور مدعی کے پاس جا کر بیٹھو۔" امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کا ماتھا چُوم لیا اور فرمایا "میرا باپ آپ پر قربان ہو آپ لوگوں ہی کے ذریعے اللہ نے ہمیں ہدایت دی اور آپ ہی کے ذریعے ہم کُفر کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آئے ہیں۔"

(۲) عباسی سلطنت کے چیف جسٹس امام ابو یوسف کی عدالت میں خلیفہ ہارون الرشید کا کوئی مقدمہ پیش ہُوا خلیفہ کی طرف سے گواہی دینے والوں میں اس کا وزیر فضل بن ربیع بھی تھا۔ امام صاحب نے اُس کی شہادت مسترد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر دی۔ ہارون الرشید نے سُنا تو بے حد بگڑا۔ آپ کو بُلایا اور پوچھا "آپ نے فضل کی شہادت کیوں مُسترد کر دی؟" فرمایا "مَیں نے ایک مرتبہ اُسے امیرالمومنین سے یہ کہتے سُنا تھا کہ مَیں آپ کا غلام ہوں۔ اگر وہ اس قول میں سچا تھا تو آقا کے حق میں غلام کی گواہی معتبر نہیں اور اگر وہ جُھوٹا تھا تو تب بھی اس کی شہادت قابلِ قبول نہیں۔ جب وہ آپکے مُنہ پر پُوری بیباکی سے جُھوٹ بولتا ہے تو میرے سامنے کیوں نہ بولے گا۔"

(فوزیہ نورین چوہدری۔ احمد آباد اسٹیٹ)

حضرت مولانا راجیکیؓ کا ایک مُعجزہ

کافی عرصہ پہلے کا واقعہ ہے کنجاہ ضلع گجرات میں آریہ اور مسلمانوں کا مناظرہ تھا جس کا موضوع تھا "وید ایک مکمل کتاب ہے"۔ غیر احمدیوں نے قادیان سے احمدی مبلغ بُلوائے ہوئے تھے ان احمدی مبلغین میں حضرت مولوی غلام رسول راجیکیؓ بھی تھے۔ آریہ اور مسلمانوں کے سٹیج ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ تھے۔ پہلی تقریر حضرت مولوی غلام رسول راجیکیؓ کی تھی۔ آریہ مذہب والوں نے اپنے لیڈر "دیانند سرسوتی" کی تصویر سٹیج پر لٹکا رکھی تھی۔ مولوی صاحب سٹیج پر تقریر کی غرض سے تشریف لائے اور تشہد و تعوذ کے بعد فرمایا: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ اور پنڈت کی تصویر کی طرف دیکھا۔ حضرت مولوی صاحب کا دیکھنا تھا کہ تصویر گر پڑی۔ آریوں نے تصویر پھر لٹکا دی لیکن آپ کا دوبارہ دیکھنا تھا کہ وہ پھر گر پڑی۔ غرضیکہ کئی بار ایسا ہوا لیکن تصویر ہر بار گر جاتی تھی۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا "تم اسے ہزار بار بھی لٹکاؤ یہ اپنی جگہ پر نہیں رہے گی اور ضرور گرے گی کیونکہ حق کے سامنے باطل نہیں ٹھہر سکتا۔ آخر آریوں نے مجبور و ناچار ہو کر تصویر نیچے رکھ دی۔

(ناصر احمد دنیس۔ لنگے ضلع گجرات)

نماز

نماز کے لفظ سے ہر مسلمان واقف ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بُوڑھا۔ نماز اسلام کا دوسرا رُکن ہے اور سب مسلمانوں پر فرض ہے۔

ہمارے پیارے نبی رسُول اکرمؐ نے فرمایا اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ یعنی نماز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دین کا ستون ہے اگر ستون نہ ہو تو عمارت گر جاتی ہے۔ اسی طرح نماز بھی ایک ستون ہے اور دوسرے ارکان دیواریں اور چھت ہیں۔ اسلام کی بُنیاد اسی پر ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص پانچ وقت کی نماز ادا نہ کرے وہ جہاد میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص کو شروع سے پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اگر بچپن میں عادت پڑ جائے تو یہ عادت ساری عمر ساتھ رہتی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم خود نماز باقاعدگی سے پڑھیں اور چھوٹے بہن بھائیوں کو بھی تلقین کریں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار نماز کی تاکید کی ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ

یعنی یقیناً نماز بُرائی اور ہر قسم کی پلیدیوں سے روکتی ہے۔

پیارے آقا رسول اکرمؐ نے فرمایا "جو شخص جان بُوجھ کر نماز چھوڑتا ہے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں رہتا"۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لے گا وہ نماز ہے۔

نماز پڑھنے سے دینی اور دنیاوی بہت سے فائدے ہوتے ہیں۔ نماز ہمیں وقت کی پابندی، صفائی اور ورزش کی عادت ڈالتی ہے جو کہ ہماری صحت کے لئے بہت ضروری ہیں۔

آپ غور کریں جو شخص دن میں پانچ دفعہ نہائے اس کا جسم مَیل سے پاک ہوتا ہے اسی طرح جو شخص دن میں پانچ دفعہ نماز ادا کرے وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

نماز دورانِ سفر اور بیماری میں بھی ادا کرنا فرض ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"جو شخص نماز چھوڑتا ہے مَیں اس کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کو کبھی بھی ایمان کی موت نصیب نہ ہو گی۔ موت سے پہلے ضرور کوئی حادثہ اسے پیش آ جائے گا کہ جس کی وجہ سے وہ ایمان سے محروم ہو جائے گا اور اِس طرح وہ بے ایمان ہو کر مرے گا"۔

مَیں دُعا کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پانچ وقت نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(زاہدہ چوہدری شفیق آباد۔ سندھ)

حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ

حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین خلیفہ اوّلؓ بہت بڑے عالمِ دین تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف سب سے پہلے آپ ہی نے حاصل کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد آپؑ کے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔

آپ ۱۸۴۱ء میں حضرت حافظ غلام رسول صاحب کے ہاں بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرۂ نسب حضرت عمرؓ سے ملتا ہے۔ آپ کو بچپن ہی سے علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ اپنی والدہ سے قرآن مجید پڑھا پھر ملک کے مشہور شہروں کا سفر اختیار کیا اور وہاں کے مشہور اور جیّد علماء سے مختلف علوم حاصل کئے۔ علم حاصل کرنے کے لئے آپ نے طویل سفر کئے اور بہت سی تکالیف اور مصیبتیں بھی برداشت کیں لیکن ان مشکلات کے باوجود علم حاصل کرنے کا شوق بڑھتا ہی چلا گیا۔ علم حاصل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو حجِ بیت اللہ کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ نے مکّہ معظمہ میں حدیث کا علم حاصل کیا پھر بھی آپ کی علم کی پیاس نہ بجھی۔ مزید علم کی خاطر مدینہ منوّرہ کئی سال مقیم رہے وہاں سے فارغ ہو کر پھر مکّہ معظّمہ تشریف لے آئے اور دوبارہ حج کر کے اپنے وطن بھیرہ واپس آئے۔

آپ مُلک بھر میں ایک مشہور اور ماہر طبیب تھے۔ لوگوں نے آپ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور چاروں طرف سے مریضوں نے بھیرہ کا رُخ کیا۔ کچھ عرصہ بھیرہ قیام کرنے کے بعد آپ ریاستِ جموں و کشمیر تشریف لے گئے جہاں آپ مہاراجہ جموں کے خاص طبیب مقرر ہوئے مگر چند سالوں کے بعد ملازمت سے علیحدگی اختیار کی اور دوبارہ آپ بھیرہ تشریف لے آئے اور اپنے مکانات کی تعمیر شروع کروائی۔ اِسی دَوران آپ ایک کام کے سلسلہ میں لاہور چلے گئے تو وہاں سے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کے لئے قادیان پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے آپ نے قادیان ہی میں رہائش اختیار کر لی حتّٰی کہ آپ نے اپنا وطن بھیرہ بالکل بُھلا دیا اور اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہل و عیال کو خط لکھ کر اپنے پاس بُلوا لیا۔ اللہ اللہ کیا ہی اعلیٰ درجہ کی قربانی ہے جو مکانات تعمیر ہو رہے تھے ان پر چھ سات ہزار روپے خرچ بھی ہو چکے تھے لیکن آپ نے اپنے پیارے آقا کے فرمان پر سب کچھ چھوڑ دیا اور عمر بھر دل میں وطن کا خیال بھی نہ لائے حتّٰی کہ آپ باہر کسی سفر پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم کے بغیر تشریف نہ لے جاتے۔ قادیان میں آپ ہر وقت درسِ قرآن و حدیث دینے، مریض دیکھنے اور اُن کا علاج کرنے اور ہمدردیٔ خلق اللہ میں مشغول رہتے تھے۔

آپ کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حد درجہ عشق اور ادب تھا درحقیقت آپ نے اپنی بیعت کا حق ادا کر دیا اور دین کو دُنیا پر مقدّم کر کے دکھا دیا۔ آپ بڑھ چڑھ کر ہر قسم کی قربانیاں دیتے تھے اور اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ آپ کو قرآنِ مجید کی تعلیم عام کرنے کا بے حد شوق تھا۔ باوجود متعدد مصروفیات کے آپ ہمیشہ مَردوں اور عورتوں میں قرآن حکیم کا درس دیا کرتے تھے جس سے ہزاروں لوگوں نے اپنے سینے قرآن مجید کے علوم سے منوّر کئے۔

۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہُوا اور دوسرے دن آپ کو تمام جماعت نے بالاتفاق پہلا خلیفہ منتخب کیا۔ آپ ۱۳۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو قادیان میں فوت ہوئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے مزار کے ساتھ مدفون ہیں۔

(مرزا محمد افضل۔ مارٹن روڈ۔ کراچی)

غلاموں سے حُسنِ سلوک

حضور اکرمؐ نے غلام اپنے بیٹوں کی طرح رکھے تھے۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ آپؐ کے غلام ہی تھے جنہیں آپؐ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ یہ وہی زید ہیں جنہیں تین ہزار اسلامی سپاہ کا امیرِ لشکر مقرر کر کے روم کے بادشاہ کے خلاف بھیجا تھا۔ اس معرکہ میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ جیسے بہادر و جری صحابہ حضرت زید بن حارثہ کے ماتحت تھے۔ حضرت زیدؓ کی شان و شوکت یہاں اَور بھی نمایاں ہو جاتی ہے کہ اُن کا ذکر خدا کے کلام قرآن مجید میں بھی درج ہے۔ آنحضرتؐ نے کبھی کسی غلام کو نہیں ڈانٹا۔ اگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی غلام سے کوئی غلطی ہو جاتی تو اُسے معاف فرماتے۔ آنحضرتؐ کے وصال کے بعد آپؐ کے رفیقِ اعلیٰ اور خلیفۂ رسولؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی آپؐ کی روایات زندہ رکھیں۔ روایت ہے کہ خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ خلافت سے قبل بعض لوگوں کی بکریوں کا دُودھ دوہا کرتے تھے۔ جب خلیفہ بنے تو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ اے ابوبکر صدیقؓ اب ہمیں کون دودھ دوھ کر دیا کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں ہی تمہاری بکریوں کا دودھ ہمیشہ کی طرح دوھوں گا۔ یہ بات سُن کر وہ لوگ بہت متأثر ہوئے۔ (ولی الرحمٰن۔ لاہور)

قضائے آسمانی

کہتے ہیں کہ امیر مہدی کے عہد میں ایک دفعہ قحط پڑا۔ ہر چند کہ امیر نے خزانے کا مُنہ فی سبیل اللہ کھول دیا اور غلّہ کے انبار وقفِ عام کر دئے لیکن قحط کی مصیبت کم نہ ہوئی۔ اس سبب سے امیر کو خلقت کی یہ حالت دیکھ کر اپنی جانِ شیریں بھی تلخ معلوم ہوتی۔ نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاتا نہ چین سے بچھونے پر سوتا۔ ایک روز بستر پر حیران و حسرت زدہ سا لیٹا ہوُا تھا۔ خادم پاس بیٹھا تھا۔ خادم کو کہا کہ کوئی کہانی سُناؤ تا دِل بہلے اور کچھ غم غلط ہو۔ خادم نے کہا کہ غلام کی کہانی شہنشاہ کی سماعت کے کب لائق ہے؟ فرمایا۔ کوئی مضائقہ نہیں۔ جیسے تجھے یاد ہو بیان کر۔

خادم کہنے لگا کہ ہند کی سرزمین کے کسی بیابان میں ایک شیر رہا کرتا تھا اور جنگل کے سب درندے اس کی خدمت میں حاضر رہتے۔ ایک دن لومڑی نے شیر سے کہا کہ تو ہمارا بادشاہ ہے اور ہم تیری رعیّت۔ بادشاہ پر رعیّت کی رعایت بہر صورت لازم و واجب ہے۔ اب مجھے ایک ضروری سفر درپیش ہے۔ بغیر جانے کے بن نہیں پڑتی۔ مشکل یہ ہے کہ میرا ایک بچّہ ہے مَیں چاہتی ہوں کہ وہ تیرے سپرد کروں تا تُو اسے اپنی پناہ میں رکھے اور کسی دشمن کے چنگل میں وہ پھنسنے نہ پائے۔ شیر نے یہ بات مان لی۔ لومڑی اپنا بچّہ اس کے حوالے کر کے سفر پر روانہ ہو گئی۔ شیر نے وہ بچّہ اپنی پیٹھ پر بٹھا لیا تا کوئی درندہ اسے گزند نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہنچا سکے۔ اچانک ایک عقاب کی نظر لومڑی کے بچّہ پر پڑی اور شیر کی پیٹھ پر سے اس کا بچّہ لے اُڑا۔ جب لومڑی سفر سے واپس آئی تو اپنا بچّہ نہ دیکھ کر شیر سے بولی "کیا تم نے یہ عہد نہ کیا تھا کہ مَیں تیرے بچّہ کی حفاظت کروں گا۔" شیر نے کہا "البتہ مَیں نے ذمّہ لیا تھا کہ زمین کا کوئی جانور اس کا قصد نہ کرنے پائے۔ لیکن جو بلائے ناگہانی آسمان کی طرف سے نازل ہو تو میرا کوئی ذمّہ نہ تھا۔"

امیر نے جب یہ کہانی یہاں تک سُنی تو فوراً اُٹھ بیٹھا اور رو رو کر جنابِ کبریائی میں التجاء کرنے لگا۔ الٰہی جو کچھ فتنہ و فساد زمین سے اُٹھے تو اسے دفع کروں گا۔ مگر قضائے آسمانی قدرتِ یزدانی میں بندہ ناچیز ہے۔ کیا ہو سکتا ہے۔ آخر خدا کے فضل و کرم سے وہ قحط چند روز میں رفع ہو گیا۔

(افضال احمد عابد۔ کوٹ احمدیہ۔ سندھ)

حقیقی نیکی

ایک بُوڑھے نے اپنے تینوں بیٹے روبرو بلا کر اپنی تمام نقدی جائداد وغیرہ حصّہ رسدی مساوی طور پر تقسیم کر دی۔ اور ایک بیش قیمت جوہر دکھلا کر کہا کہ اِس کا مستحق وہ بیٹا ہو گا جو میری زندگی کے بقیہ چند ایّام میں سب سے اچھا نیکی کا کام کرے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک لڑکے نے آکر کہا کہ اب وہ جوہر مجھے دیجئے۔ بوڑھے نے پوچھا کہ کسی نیکی کے عوض تم یہ جوہر طلب کرتے ہو؟ لڑکے نے کہا کہ ایک شخص نے پانچ ہزار روپے میرے پاس بطور امانت رکھے جس سے متعلق نہ کوئی نوشت تھی اور نہ ہی گواہ شاہد تھا۔ اس شخص کے واپس آنے اور امانت طلب کرنے پر مَیں نے اس کی پانچ ہزار روپے کی امانت واپس کر دی۔ حالانکہ اگر مَیں انکار کر دیتا تو میرا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا۔ اِس سے بڑھ کر نیکی کا کام اَور کیا ہو سکتا ہے؟ بوڑھے نے ہنس کر کہا کہ نیکی کا یہ ایک معمولی کام ہے جسے کچھ اہمیّت نہیں دی جا سکتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ تم ایک گناہ سے بچ گئے۔ اگر دوسرے دونوں لڑکوں نے میری زندگی میں اس سے زیادہ اچھا کام نہ کیا تو مرتے وقت یہ جوہر تمہیں دے دیا جائے گا۔

چند روز کے بعد دوسرا لڑکا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بوڑھے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ جوہر طلب کیا۔ بوڑھے نے پوچھا "کس نیکی کے عوض؟" لڑکے نے جواب دیا کہ دریا نہایت طغیانی پر تھا۔ اتفاقاً ایک لڑکا پُل پر سے دریا میں گر گیا۔ اسکے ماں باپ اور دیگر سینکڑوں اشخاص میں سے کسی کو اس کے نکالنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ مَیں نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر بڑی مشکل کے ساتھ وہ لڑکا زندہ نکالا۔ اِس سے بڑھ کر نیکی اور قربانی کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے؟ بوڑھے نے ہنس کر کہا کہ ہمدردی اور انسانیت کا یہ ایک معمولی فعل ہے۔ اگر تیسرے بھائی نے اس سے بہتر کوئی کام نیکی کا نہ کیا تو یہ جوہر تمہیں دے دیا جائے گا۔

چند روز کے بعد تیسرا لڑکا باپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے برخلاف دونوں بھائیوں کے جوہر تو طلب نہ کیا البتہ اپنی کارگزاری یوں بیان کی کہ میرا ایک جانی دشمن شراب کے نشہ سے مخمور پہاڑ کے ایک غار کے مُنہ پر اس طریقے سے بےہوش پڑا تھا کہ اِدھر اُدھر ذرا سی حرکت کرنے پر بلندی سے گر کر ضرور مر جاتا۔ باوجود اپنا جانی دشمن جاننے کے مَیں نے اُسے اُٹھایا اور اپنا مُنہ مَیں نے کپڑے سے ڈھانپ لیا تا اگر وہ جاگ جائے تو میری صُورت پہچان کر شرمندہ نہ ہو۔ اور رات کی تاریکی میں اپنی پُشت پر اُٹھا کر اس کے گھر چھوڑ آیا۔ بوڑھے نے بلاتامل وہ جوہر اس کے حوالے کیا اور کہا کہ درحقیقت تیری نیکی قابلِ ستائش ہے اور حقیقی نیکی ہے اور اِس جوہر کا تم سے زیادہ کوئی مستحق نہیں ہو سکتا۔

(منور احمد طاہر۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل کالج حیدر آباد۔ سندھ)

جمہوری فیصلہ

تعلیم بالغاں کا مدرسہ ایک جھونپڑی میں قائم ہے۔ اِس وقت کلاس لگی ہوئی ہے۔ ایک ضعیف اُستاد چند جوان اور درمیانی عمر کے شاگردوں کو بیٹھے پڑھا رہے ہیں۔ پڑھتے پڑھتے شاگرد شور مچاتے ہیں جمہوریت پڑھاؤ، جمہوریت پڑھاؤ، جمہوریت، جمہوریت (استاد صاحب جمہوریت پڑھاتے ہیں)

استاد:۔ جمہوریت کے معنی ہیں جس کی تعداد زیادہ ہو اس کی حکومت۔ جو زیادہ ووٹ خرید سکے وہ وزیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شاگرد:۔ (مل کر) نہیں سمجھ آئی۔ نہیں سمجھے۔ نہیں سمجھے۔

اُستاد:۔ اچھا ذرا ایک سوال کا جواب دو جمہوریت کے معنی خود بخود سمجھ جاؤ گے ... یہ بتاؤ کہ ہمایوں کا بیٹا کون تھا؟

شاگرد:۔ (سب مِل جُل کر) اکبر بابر، اکبر بابر، اکبر بابر۔

اُستاد:۔ اچھا ہمایوں کا بیٹا اکبر کہنے والے ہاتھ اُٹھائیں۔

(فضا میں دو ہاتھ بلند ہوتے ہیں) ایک۔ دو (اُستاد صاحب گنتے ہیں)

اُستاد:۔ اچھا ہمایوں کا بیٹا بابر کہنے والے ہاتھ اُٹھائیں۔

(فضا میں چار ہاتھ بلند ہوتے ہیں) ایک۔ دو۔ تین۔ چار (اُستاد صاحب گنتے ہیں)

اُستاد:۔ لہٰذا جمہوری طریقہ سے ثابت ہوُا ہمایوں کا بیٹا بابر تھا۔ یہی جمہوریت ہے اور یہی جمہوریت کی تعریف ہے۔

(ماخوذ از تعلیم بالغاں تحریر خواجہ معین الدین)

مُرسلہ: عبدالرزاق منہاس
مجلس طیبر۔ کراچی

اے میرے خدا

جب صُبح کو چڑیاں گاتی ہیں
جب پریم کے راگ سُناتی ہیں
جب ٹھنڈی ہوائیں آتی ہیں
جب کلیاں کِھل کِھل جاتی ہیں
تب تیرا پتہ کچھ چلتا ہے
اِس شور و شر کی دُنیا میں

جب کھیت سے دہقاں آتا ہے
دِل بچّوں سے بہلاتا ہے
جب رُوکھی روٹی کھاتا ہے
جب چَین سے وہ سو جاتا ہے
تب تیرا پتہ کچھ چلتا ہے
اِس شور و شر کی دُنیا میں

جب دل میں دردِ سا ہوتا ہے
جب کوئی تیر چبھوتا ہے
کوئی چُپکے چُپکے روتا ہے
کوئی جاگتا ہے کوئی سوتا ہے
تب تیرا پتہ کچھ چلتا ہے
اِس زیر و زبر کی دُنیا میں

تب تیرا پتہ کچھ چلتا ہے
اِس شور و شر کی دُنیا میں

★

(طاہر محمود خاں۔ دارالنصر غربی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ چڑیا

تھی کچھ بھوری سی اور کالی تھی چڑیا
میرے بچے نے جو پالی تھی چڑیا
بہت خوش خوش رہا کرتی تھی چڑیا
سبق اپنا پڑھا کرتی تھی چڑیا
کھلی پنجرے کی کھڑکی رہ گئی تھی
موقع پا کر وہ بھاگ نکلی تھی
مگر اِس گھر میں چونکہ وہ پلی ہے
اُسے اِس گھر سے اُلفت بھی بڑی ہے
مرے گھر روز آتی ہے وہ چڑیا
سُریلے گیت گاتی ہے وہ چڑیا
سبق اپنا سُناتی ہے وہ چڑیا
پھُدکتی چہچہاتی ہے وہ چڑیا
بڑی مسرور رہتی ہے وہ چڑیا
مگر کچھ دُور رہتی ہے وہ چڑیا
وہ چُوں چُوں کرکے یہ پڑھتے سُنی ہے
خُدا واحد یگانہ ہے غنی ہے
جو مِل جاتا ہے کھا لیتی ہے چڑیا
اُٹھا کر مُنہ دُعا دیتی ہے چڑیا
ہماری عقل میں یہ فیض آئی
خُدا کا نام لیتی ہے خُدائی

فیض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو آدمی فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے جا رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی کی ٹانگ دوسرے ساتھ چلنے والے آدمی کے لگ گئی۔

جناب بولے | کی گل اے تیری مت تے نئیں ماری گئی۔

دوسرے صاحب | جناب مت نئیں ماری گئی لت ماری گئی اے۔

(وسیم احمد۔ کوٹ احمدیہ۔ سندھ)

انور:۔ (ہوٹل والے سے) جناب تازہ چائے مل جائے گی۔

ہوٹل والا:۔ بابو صاحب ہمارے پاس تو چوبیس سال کی پرانی چائے ہے۔

انور:۔ پریشان ہو کر۔ چوبیس سال کی چائے آپ نے کیسے سنبھال کر رکھی؟

ہوٹل والا:۔ جناب۔ میرے ابّا جان نے جب ہوٹل بنایا تو انہوں نے چائے کا ایک ڈبّہ خریدا تھا اور اٹھارہ سال تک وہ یہی چائے سکھا سکھا کر استعمال کرتے رہے اور اب چھ سال سے یہ کام کرتے ہوئے مجھے ہو گئے ہیں اور ابھی وہ چائے چلی آ رہی ہے۔

(ایم۔ اے۔ قمر۔ چک ۴۹۷)

باپ:۔ (بیٹے سے) اِس چھُری سے کیا کرنے لگے ہو؟

بیٹا:۔ ابّا جان! ماسٹر صاحب نے کہا تھا کہ تمہاری کھوپڑی میں بھوسہ بھرا ہوا ہے وہ نکال رہا ہوں۔

(صابرہ شمع ناز۔ کنری پاک)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک دفعہ ایک خاتون نے ایک ماہ کے لئے ایک شخص ملازم رکھا۔ مدّت ختم ہونے پر وہ شخص ملازمت چھوڑ گیا لیکن اپنی تنخواہ نہ لے سکا۔ ایک دفعہ وہ شخص کہیں جاتے ہیں خاتون سے ملا۔ اُس عورت کو تنخواہ کا خیال آیا تو بہت شرمندہ ہوئی اور کہا کہ مَیں نے تمہاری تنخواہ دینی ہے لیکن پھر لے لینا اب میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ دوسری دفعہ وہ شخص پھر ملا لیکن پھر خاتون کے پاس پیسے نہ تھے۔ جب وہ تیسری بار مِلا تو خاتون نے کہا کہ مجھے یوں لگتا ہے کہ اَب مَیں تمہاری تنخواہ اگلے جہان ہی چل کر دوں گی۔

وہ شخص جھٹ بولا: "تو پھر محترمہ آپ اگلے جہان کب جا رہی ہیں۔"

(سمیعہ جاوید۔ بہاولپور)

خالد اپنی امّی کو اپنے نتیجہ سے آگاہ کرتے ہوئے بولا:۔

امّی! ایک کے سوا ہم سب پاس ہو گئے۔

امّی بولیں: ہائے بھئی وہ بےچارہ بدقسمت کون تھا جو فیل ہو گیا۔

خالد نے جواب دیا: امّی! ہم سب تیسری سے چوتھی میں چلے گئے اور ماسٹر صاحب ابھی تک تیسری میں ہی ہیں۔

ایک گداگر نے بیگم صاحبہ سے کہا: بیگم صاحبہ اگر آج آپ مجھے پانچ روپے نہ دیں گی تو مجھے ایک ایسے حادثہ سے گزرنا پڑے گا جس کا خیال کر کے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

بیگم صاحبہ کو رحم آیا پانچ کا نوٹ گداگر کو دیتے ہوئے بولیں: بھئی اگر آج مَیں تمہیں روپے نہ دیتی تو تمہارے ساتھ کونسا ایسا حادثہ پیش آنا تھا۔

گداگر نے کہا: بیگم صاحبہ اگر آپ مجھے پانچ روپے نہ دیتیں تو یہ پانچ روپے کمانے کے لئے مجھے سارا دن محنت مشقت کرنا پڑتی۔

(نام نہیں لکھا)

ایک شخص جو کہ بھوپال (ہندوستان) میں رہتا تھا۔ اُس نے اپنے ایک دوست کو جو کہ خود کو بہت بڑا شکاری سمجھتا تھا خط لکھ کر جنگل میں شکار کے لئے بُلایا۔ اس خط کا اس دوست کے پاس پہنچنا تھا کہ وہ صاحب تھر تھر کانپنے لگے۔ انہوں نے آج تک جنگل کی شکل بھی نہ دیکھی تھی لیکن اپنی بےعزّتی کے خیال سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انہوں نے دونالی بندوق سنبھالی اور چل پڑے، راستے میں ایک درخت پر چند چڑیاں بیٹھی تھیں۔ انہوں نے تاک کر نشانہ مارا۔ دھماکہ سے چڑیاں اُڑ گئیں۔ دُھواں چھٹا تو انہوں نے زمین پر کوئی چیز ہلتی دیکھی۔ جلدی سے دیکھا تو وہ ایک مینڈک تھا۔ بڑے جوش سے نعرہ مارا اور کہا "واہ رے خدا کی شان۔ ہمارے ایک ہی نشانہ سے چڑیا کے پَر تک علیحدہ ہو گئے۔

(شفیق احمد انس۔ راولپنڈی)

ایک بحری جہاز میں بہت سے مسافر تھے جن میں امریکی، رُوسی اور پاکستانی بھی سفر کر رہے تھے۔ تینوں اکیلے سفر کر رہے تھے اِس لئے تھوڑی دیر میں بور ہو گئے تو امریکی نے بات شروع کی۔

امریکی :۔ ہمارے ملک نے تو بڑی ترقی کی ہے۔ اِس کے ہوائی جہاز بالکل آسمان سے لگ کر اُڑتے ہیں۔

پاکستانی :۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

امریکی :۔ صرف ایک انچ نیچے۔

رُوسی :۔ بھئی ہمارے ملک نے بھی بے حد ترقی کی ہے۔ ہمارے مُلک کی سب میریں بالکل سمندر کی تہہ سے لگ کر سفر کرتی ہیں۔

پاکستانی :۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

رُوسی :۔ صرف ایک انچ اُوپر۔

اَب پاکستانی کی باری آئی۔ وہ سوچنے لگا کہ میرے ملک نے کیا ترقی کی ہے جس کی مَیں تعریف کروں۔ رُوسی اور امریکی بولے بھئی تم بھی کچھ بتاؤ۔ پاکستانی کہنے لگا میرے ملک نے جیسی ترقی کی ہے کسی بھی ملک نے نہیں کی۔ میرے ملک کے لوگ ناک سے کھانا کھاتے ہیں۔

روسی اور امریکی بولے: یہ تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔

پاکستانی :۔ صرف ایک انچ نیچے۔

(نام نہیں لکھا)

ایک دفعہ سکول میں پکنک کا پروگرام بنایا گیا۔ ایک لڑکا بولا مَیں آم لاؤں گا۔ دوسرا کہنے لگا مَیں پلاؤ پکواؤں گا۔ اسی طرح ایک لڑکے نے کہا کہ مَیں بھی کھیر لاؤں گا۔ غرض بہت سے لڑکوں نے کچھ نہ کچھ لانے کا خیال ظاہر کیا۔ ایک لڑکا چُپ چاپ کھڑا تھا۔ لڑکوں نے اُس سے پُوچھا کہ تم کیا لاؤ گے؟ وہ مُنہ بنا کر کہنے لگا مَیں تو اپنے دو بھائی ہمراہ لاؤں گا۔ (خلیل احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سولنگی۔ گوجرانوالہ شہر)

ایک قوّال بار بار یہ مصرع دُہرا رہا تھا ؎

مَیں مکّے مدینے آؤں۔ مَیں مکّے مدینے آؤں آؤں... جاؤں... آؤں... جاؤں... جاؤں... آؤں۔

اس کی آؤں جاؤں بڑھتی ہی گئی تو ایک میراثی سے ضبط نہ ہو سکا وہ زور سے بولا: ارے اتنے پھیروں کے لئے کرایہ کہاں سے لائے گا؟

ایک فقیر نے کسی سیٹھ کے دروازہ پر صدا لگائی۔ نوکر نے اُسے دھتکار دیا۔ سیٹھ نے یہ دیکھ لیا اور وہ بگڑ کر بولا "تم سے کتنی مرتبہ کہا ہے کہ بھکاریوں کو جھڑکا نہیں کرتے جاؤ اُسے بُلا کر لاؤ" فقیر بہت دُور نکل گیا تھا نوکر بھاگتا ہوا گیا اور بڑی مشکل سے اُسے واپس لایا۔ سیٹھ نے کہا بابا میرا نوکر بہت نالائق ہے یہ تم سے بدتمیزی سے پیش آیا مَیں تم سے ادب سے کہتا ہوں کہ جاؤ معاف کرو۔

(وسیم خالد جنجوعہ۔ ربوہ)

ایک شخص کے ہاں مہمان آیا۔ بہت دن گزر گئے مگر اُس نے جانے کا نام نہ لیا۔ اہلِ خانہ بہت دِق تھے۔ ایک دن میزبان سے رہا نہ گیا۔ کہا "آپ کے گھر والوں کو آپ کا بہت انتظار ہوگا" مہمان نے کہا "واقعی ہوگا آج تار دیکر سب کو یہیں بُلائے لیتا ہوں"

(رفعت یاسمین۔ ربوہ)

نمایاں کامیابی

عزیز محمد احمد اشرف گزشتہ دنوں جھنگ میں ڈسٹرکٹ سطح پر ہونے والے اُردو تقریری مقابلہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اوّل رہا ہے۔ تقریر کا موضوع تھا "کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں" اِس مقابلہ میں ضلع جھنگ کے چوالیس مدارس نے شرکت کی۔ عزیز موصوف تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی نویں جماعت کا طالب علم ہے۔ عزیز مکرم مولوی محمد شفیع صاحب اشرف کا بڑا لڑکا اور حضرت مولوی عبدالرحیم درد مرحوم کا نواسہ ہے۔ قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی عزیز کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین

(راشدہ اشرف بنت مولوی محمد شفیع صاحب اشرف مبلّغ انڈونیشیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پتیوں کا صفحہ

خوبصورت پھول

ہمیں خوبصورت پھول بہت اچھے لگتے ہیں۔ ہم پھولوں سے بنائیں اور گہرے رنگ کا استعمال کریں۔ پھر پتیوں کے بیچ میں سبز رنگ کی پتیاں اور ان میں صفید رنگ کی پتیاں بنائیں۔ آخر میں نسواری رنگ کی۔

نسواری

فوزیہ نورین چوہدری
احمد آباد اسٹیٹ۔ سندھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام :- الطاف احمد
عمر :- گیارہ سال تعلیم :- پنجم
مشاغل :- تشحیذ الاذہان پڑھنا۔ فٹ بال کھیلنا
پتہ :- معرفت محمد اکرم صاحب کریانہ مرچنٹ
کنری۔ سندھ۔

نام :- ناصر احمد
تعلیم :- چہارم مشاغل :- سائیکل چلانا۔
تشحیذ پڑھنا۔ ٹکٹیں جمع کرنا۔
پتہ :- ناصر احمد حجبہ۔ ڈاکخانہ سنجر چانگ
تحصیل ٹنڈو الہ یار ضلع حیدر آباد۔ سندھ

نام :- محمد آصف نعیم
عمر :- پندرہ سال تعلیم :- نہم
مشاغل :- تشحیذ پڑھنا۔ ٹکٹیں جمع کرنا۔
پتہ :- معرفت فضلِ عمر کلاتھ ہاؤس
ریل بازار اوکاڑہ ضلع ساہیوال

نام :- انوار احمد
عمر :- پندرہ سال تعلیم :- ہفتم
مشاغل :- تشحیذ پڑھنا اور ہاکی کھیلنا
پتہ :- معرفت احمد جنرل سٹور
ریل بازار اوکاڑہ ضلع ساہیوال

نام :- قدرت اللہ شمس
تعلیم :- میٹرک
مشاغل :- پڑھنا لکھنا۔ قلمی دوستی۔ کرکٹ کھیلنا۔
پتہ :- قدرت اللہ شمس۔ بشیر آباد تحصیل ٹنڈو

نام :- جمیل احمد
عمر :- ۱۴ سال تعلیم :- نہم
مشاغل :- مطالعہ کرنا۔ ٹکٹیں جمع کرنا۔ کرکٹ کھیلنا۔
پتہ :- معرفت حکیم بشیر احمد صاحب
مکان نمبر ۱۷ کینال کالونی۔ بہاولپور

نام :- خالد پرویز ساجد
عمر :- ۱۳ سال تعلیم :- ہشتم
مشغلہ :- والی بال کھیلنا
پتہ :- گورنمنٹ مڈل سکول مونگ تحصیل پھالیہ
ضلع گجرات۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام :- جاوید اقبال
عمر :- ۱۴ سال تعلیم :- ہشتم
مشغلہ :- مطالعہ تشحیذ الاذہان۔
پتہ :- جاوید اقبال قمر اقبال ریڈیو سروس
مسلم بازار بھابڑہ (سرگودہا)

نام :- طلعت محمود احمد
عمر :- ۱۴ سال تعلیم :- ہشتم
مشاغل :- مطالعہ تشحیذ۔ تمام کھیلوں میں
حصّہ لینا۔ ٹکٹیں جمع کرنا۔
پتہ :- شمس آباد۔ پتوکی ضلع لاہور

نام :- مرزا طارق منظور
عمر :- ۱۴ سال تعلیم :- ہشتم
مشاغل :- مطالعہ کرنا اور کرکٹ کھیلنا
پتہ :- معرفت مرزا منصور احمد صاحب
واچ میکر۔ شاہی بازار۔ کنری۔ سندھ

نام :- عبدالشکور شاہد
عمر :- ۱۲ سال تعلیم :- ہفتم
مشاغل :- قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔ فٹ بال کھیلنا۔
پتہ :- معرفت فضلِ عمر انجینئرنگ ورکس
کنری پاک۔

نام :- مبارک احمد نذیر
عمر :- ۱۴ سال تعلیم :- ہفتم
مشاغل :- مطالعہ رسائل۔ سائیکل چلانا
پتہ :- مبارک احمد نذیر جماعت ہفتم اے
گورنمنٹ ہائی سکول سید والہ تحصیل
شکارہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔

نام :- وحید احمد پرویز
تعلیم :- چہارم
مشاغل :- سائیکل چلانا۔ تشحیذ پڑھنا۔ نشانہ بازی
پتہ :- سنجر چانگ تحصیل ٹنڈو الہ یار
ضلع حیدر آباد۔ سندھ

نام :- طاہر احمد
عمر :- ۱۳ سال تعلیم :- ہشتم
مشاغل :- تشحیذ و غالد کا مطالعہ کرنا اور
بیڈمنٹن کھیلنا۔
پتہ :- ارشاد میڈیکل ہال۔ بھریا روڈ۔ سندھ

نام :- طارق احمد
عمر :- ۹ سال تعلیم :- چہارم
مشغلہ :- تشحیذ الاذہان کا مطالعہ کرنا۔
پتہ :- ارشاد میڈیکل ہال۔ بھریا روڈ۔ سندھ

پبلشر :- محمد شفیق قیصر ؛ پرنٹر :- سید عبدالحی ؛ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت :- دفتر تشحیذ الاذہان
دارالصدر جنوبی ربوہ ؛ رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۲۸ ؛

قائدین مجلس - سیکرٹریان صنعت و تجارت توجہ فرمائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شعبہ صنعت و تجارت مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے تحت دوسری سہ ماہی کیلئے مندرجہ ذیل سکیم تیار کی گئی ہے - آپ سے استدعا ہے کہ اس پر عمل پیرا ہوں اور اسکی رپورٹ دفتر مرکزیہ میں روانہ فرمائیں -

(۱) اطفال کو روز مرہ ہنر مثلاً جلد سازی کا کام سکھایا جائے - اور کوشش کی جائے کہ اطفال اپنی کتب کی جلد خود کریں -

(۲) حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد گرامی ہے کہ اطفال سائیکل سواری کی مشق کریں اس مقصد کیلئے اطفال کو سائیکل کی بنیادی مرمت مثلاً پنکچر لگانے کا کام سکھایا جائے -

(۳) جہاں ممکن ہو اطفال تھوک نرخ پر سودا لاکر گھروں میں فروخت کریں اسطرح آمدنی پیدا کی جائے جو جماعتی امور پر خرچ ہو -

(۴) بچوں میں مرغبانی کا شوق پیدا کیا جائے اور اس مقصد کیلئے انکی راہنمائی کی جائے -

(۵) غلیل بنانا ہر طفل کو سکھائی جائے -

والسلام خاکسار

شمس الحق طیب

سیکرٹری شعبہ صنعت و تجارت

مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ - ربوہ

سیکرٹریان خدمت خلق اسے غور سے پڑھیں

ہر احمدی بچے کا فرض ہے کہ مذہب اور قوم کی حد بندی کو بالائے طاق رکھ کر ہر ایک کی مصیبت دور کرے سیکرٹریان خدمت خلق اسکے مطابق اطفال کو تیار کریں -

(مغفور احمد منیب سیکرٹری خدمت خلق)

Monthly Tash-heez-ul-Azhan Rabwah

FEBRUARY 1975 REGD. No. L 7128

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امتاشا لمیٹڈ

ایک معروف ادارہ

قالین سازی

★ امتاشا کارپٹ ڈویژن

جدید ایرانی ڈیزائن کے دیدہ زیب اونی قالین پنجاب کے مختلف علاقوں اور لاہور امتاشا فیکٹری میں تیار کروا کر بیرونی ممالک کو ایکسپورٹ کئے جاتے ہیں۔

ادویات کا ممتاز سٹور

★ شادنواز میڈیکل سٹور

۴۶ شاہراہ قائداعظم لاہور

۱۔ امپورٹڈ اور مقامی معیاری ادویات

۲۔ ڈسپنسری - برائے تیاری نسخہ جات

۳۔ کاسمیٹک ڈیپارٹمنٹ برائے سینٹ و فرنچ پرفیومز

۴۔ ڈاکٹری آلات

ریسٹورنٹ

★ چاند ریسٹورنٹ

سوکس سنٹر اسلام آباد

مرکزی دارالحکومت میں واحد اعلیٰ معیار کا ریسٹورنٹ جسے معزز بین الاقوامی شخصیتوں کی دعوتوں کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے دعوتوں کا قابل فخر انتظام کرنے میں ماہر عملہ

امتاشا لمیٹڈ

ہیڈ آفس : 93 خورشید روڈ لاہور چھاؤنی

برانچیں : لاہور — کراچی — اسلام آباد

Nusrat Art Press, Rabwah.